

STARK HOUSE CRIME CLASSICS

Just the Way It Is

Blonde's Requiem

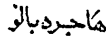


James Hadley Chase

Introduction by Gregory Shepard

**STARK
HOUSE**

Copyright © 1997 by Stark House



جاسوسی (۸) ڈائجسٹ

میری نظرس اِس کے چہرے پر لڑکر رہ گئیں۔ شاید میرے کانوں نے دُرُست بات نہیں سنی تھی میری تخیر حالت دیکھ کر اسے ایک گونہ اطمینان ہوا۔

”ہاں میں سمجھوں کہ اکاؤنٹ میں کم از کم دو لاکھ ڈالر سالانہ جمع کر لئے جائیں گے پھر میں نے بمشکل تمام اپنے ادب پر قابو پاتے ہوئے پوچھا۔
 ”ہاں“ وہ مسکرایا۔ ”اکاؤنٹ میں دو لاکھ سے کچھ زیادہ ہی رقم جمع کی جائے گی اور سفر کے اخراجات کے لئے جو رقم تم سے ادھار لی جائے گی وہ دو لاکھ ڈالر کے اندر ہوگی۔ ادھار لی ہوئی رقم پر میں سود بھی دیا جائے گا اور ہر چھ مہینے کے بعد جب تمہارا اسیمنٹ ہمیں موصول ہوگا اسے ادھار کی ادائیگی کر دی جائے گی۔“

حقیقت یہ ہے کہ اتنے بڑے اور اتنے منافع بخش اکاؤنٹ کا میرے ذہن میں تصور تک نہیں تھا۔ ”ٹھیک ہے“ میں نے کہا۔ ”تمہارا اکاؤنٹ کھل جائے گا لیکن اُس سلسلے میں کچھ ضروری معلومات.....“

اُس نے ایک یا پھر دہریاں ہی سے میری بات کاٹ دی ”فوز ضرور! اُس نے اپنی جیب سے چند کاغذات نکال کر میرے ہاتھ میں تھا دیئے۔ ”بھئی اہم معلومات ان کاغذات میں مندرج ہیں۔ مسٹر وائٹل کی رہائش گاہ کا پتہ ان کے مشیر و کلار کے نام دیتے ہیں۔ بیکنگز اور بروکرز کے خالہ جات اور امریکن ایکسپریس کے حساب کی میٹائی کی رسید۔ یہیں ہر چیز ان کاغذات میں مل جائے گی۔ مٹپن ہو جاؤ تو اسے ہفتے کی نوکری چاہیں برگ اور ہنگ کانگ کی پروازوں کا شیڈول تیار کرنا شروع کر دو۔ ہر پرواز میں دو افراد ہوں گے۔ وی۔ آئی۔ پی ان افراد کے لئے تو ہر جگہ پانچ ستاروں والے ہوٹل اور ایک پرائیویٹ کار کا چھ دن کے لئے انتظام کرنا پڑے گا۔ تمہارا تنعیم موصول

ہوتے ہی تمہیں مزید اہم تفصیلات سے آگاہ کر دیا جائے گا۔ خدا حافظ۔“ وہ چھ سب ہاتھ ملانے لیغز اور میری سکرٹری میں فرامیٹے کو دیکھتے لیغز بڑی بے نیازی کے ساتھ۔ ”میرے کُٹس سے باہر نکل گیا۔
 ”لوں تھا یہ بدترین بچہ فرامیٹے نے شاید زندگی میں پہلا شخص دیکھا تھا جو اس کے حُسن سے متاثر نہیں ہو سکا تھا۔

”اُس کا نام درن ڈائمر ہے اور اب یہ شخص اکثر وہاں آتا جاتا ہے گا۔“ پھر بہت ہی تحققر الفاظ میں میں نے اسے ڈائری آدھا مقصد بتایا۔
 ”فرامیٹے کی آنکھیں حیرت سے کھلی گئیں۔ ”دو لاکھ ڈالر بچہ“
 ”ہاں۔“ کہتا تو وہ یہی ہے۔ ”میں نے ایک کاغذ پر ڈائمر کے بتائے ہوئے شہر نوٹ کرتے ہوئے کہا۔ ”ان سب مقامات کی پروازوں کے بارے میں مکمل شیڈول تیار کر ڈاؤ۔“

اُس کا مس سے فارغ ہو کر میں نے امریکن ایکسپریس کے نمبر ڈائل کئے۔ ”ہیلو جوائے!“ میں نے اُس کی آواز سُننے ہی کہا۔ ”میرے ساتھ جاسن کے رستوران میں ایک سینڈوچ کھانے کے لئے چل سکتے ہو؟“
 ”ایک سینڈوچ میں تو میری دائرہ بھی گرم نہیں ہوگی۔“
 ”ٹھیک ہے سو۔“ رستوران میں پہنچ جاؤ۔ میں تمہارے لئے پورے ایک دیرین سینڈوچ منگوا دوں گا۔“

رہسپورر کھ کر میں نے ڈائمر کے دینے ہوئے کاغذات پر نظر دوڑائی۔ اُس کے پاس ہنری وائٹل کی رہائش گاہ یہ آڈانر لاگو میں تھی۔ وہاں صرف بہت بڑے امیر ہی رہتے تھے۔ یہ آڈانر سڑکی میانی اور نیو یارک کے میکول میں اُس کے کھاتے کھلے ہوئے تھے۔ اس کے احباب کو کلا اور مشینوں میں بیشتر افراد ایسے تھے جنہیں بین الاقوامی شہرت حاصل تھی۔



”میں رہو ڈول کے پاس جاؤ ہوں“ میں نے فرمائیدے سے کہا: اس نے بعد چلنے کے ساتھ بچھ کھانے کے لئے جانسن کے لئے سورتوان میں چلا جاؤں گا؟

رہو ڈول اور میری شادی کو اب دو سال سے زیادہ کا عمر گزر چکا تھا۔ میری اور اس کی ملاقات بوسٹن میں ہوئی تھی۔ اس وقت ٹرولونگ ایجنسی میں میری حیثیت کلرک سے زیادہ تھی جتنی جگر رہو ڈول ایک ہونٹ میں دوسریس کے فرائض انجام دیتی تھی۔ ملاقات کے بعد تھوڑے ہی دنوں بعد ہم دونوں ایک دوسرے سے بے تکلف ہو گئے۔ اس کے پاس ایک کمرے والا چھوٹا سا اپارٹمنٹ تھا۔ میں اس کے ساتھ میں رہنے لگا۔ وہ جوان اور خوش مزاج تھا۔ مناسب اعضاء اور حسنین ملتی تھی اور سب سے پہلے اسی نے شادی کی پیشکش کی۔ میں نے نہیں ایک ہی ساتھ اٹھنا بیٹھنا اور سونا بے تکیوں نہ ہم شادی کر لیں۔ میں نے سوچا کہ ممکن نہ ہے رہو ڈول سے شادی کرنے کے بعد میں ویلیری کو بھول جاؤں۔ میری یہ توقع بالکل احمقانہ تھی۔ میں اس لڑکی کو فراموش کر دینا چاہتا تھا جس نے چار سال قبل مجھے اپنی محبت کا فروغ دیا تھا۔ چنانچہ میں نے رہو ڈول کی بات مان لی۔ شادی کے بعد مجھے ایک ماحول ملا۔ اس نے حسن کشش اور مناسب اعضاء کے باوجود رہو ڈول کی سروکاری بھی۔ اس کے غالی وقت کا زیادہ حصہ کہانیاں اور ناول پڑھنے میں گزرتا تھا۔

جب مجھے پیراؤنٹر میں ٹرولونگ ایجنسی کے پانچ کی حیثیت سے بھیجا گیا تو رہو ڈول نے میری اجازت لئے بغیر بڑی کی ملازمت سے استعفیٰ دے دیا۔ وہ تو اچھا ہے ہوا کہ فوراً ہی اس نے پیراؤنٹر میں ایک دکان پر سیلز گرل کی ملازمت لے لی۔ وہ درحقیقت آج کے دن کے لئے اس کا خرچ برداشت کرنا بہت مشکل ہو جاتا۔

”رہو ڈول! میں نے دکان کے دروازے پر دو بچ کو اسے مخاطب کیا۔ آج میں تمہارے ساتھ بچ نہیں کر سکوں گا؟“

دکان میں کوئی گاہک نہیں تھا اور وہ حسبِ عادت ایک میگزین کے مطالعے میں کھولی ہوئی تھی۔ ایک لمحے کے لئے اس نے اپنی نظریں اوپر اٹھائیں۔ اس کے۔ اب تم سے شام کو ملاقات ہوگی؟“

کچھ دن بعد جانسن کے لئے سورتوان میں چلنے کے ساتھ بیٹھا ہوا میں اس سے پوچھ رہا تھا: کبھی تم نے مسٹر ہنری وائٹل کا نام سنا ہے؟

”ہاں ہاں۔ میں اس سے خوب اچھی طرح واقف ہوں۔ ہماری ایجنسی میں اس کا خاصا بڑا کاؤنٹ تھا۔ لیکن جب اس کے سیکرٹری نے یہ بتایا کہ وہ اپنا کاؤنٹ ہمارے ہاں سے ختم کر رہا ہے تو میں خوشی سے اچھل پڑا۔ میں نے فوراً اس کی طرف دیکھا۔ مذاق مت کرو، چلو۔“

”میں حقیقت بتا رہا ہوں۔ یہ بات بڑی احمقانہ سی معلوم ہوتی ہے کہ دو لاکھ ڈالر سے زیادہ کا کاؤنٹ ختم کر کے خوش ہو جائے۔ لیکن تم کل بات کا قصور بھی نہیں کر سکتے کہ اٹھارہ مہینے تک اس کاؤنٹ کے باعث مجھے کتنی مصیبتوں اور پریشانیوں سے دوچار ہونا پڑا۔ شاید ہی کوئی دن

ایسا گزرا ہو جب مجھے وائٹل کا کام نہ کرنا پڑا ہو۔ کبھی کبھی تو میں بھی گھٹنے اسی کے کام میں لگ جاتے تھے۔“

”تم یہ کہنا چاہتے ہو کہ وائٹل کے اکاؤنٹ سے تمہاری ایجنسی کو کوئی فائدہ نہیں ہوا؟“

”نہیں۔ اس نے ترویل کی۔ لیکن ہمیں جتنی دردمری ہوئی اس کے مقابلے میں منافع کی کوئی حیثیت نہیں۔ سب سے بڑی بات تو یہ ہے کہ وائٹل کا سیکرٹری ڈائریور ڈاؤن کسی دکانی کاروبار کے مسئلے میں شہر کے بڑے سے بڑے ہوٹل میں مجھے ڈنر کے لئے بلاتا تھا اور بعد میں اکل ڈشرب کا سارا بل مجھے ادا کرنا پڑتا تھا۔ میرا خیال ہے کہ اگر اٹھارہ مہینوں میں اس نے صرف ڈائریکٹ کے لئے سینے پر چار ہزار ڈالر سے زیادہ خرچ کر دیئے؟“

”مسٹر وائٹل کے بارے میں کیا کہتے ہو؟“

”میری اس کی کبھی ملاقات نہیں ہوئی۔ البتہ یہ ضرور جانتا ہوں کہ وہ پیراؤنٹر لاگو جسے امیر ترین علاقے میں رہتا ہے۔ اس کے پاس اپنی پورٹ روٹس لاس اینجلس ایک خوبصورت بوری اور شیار شیار دولت ہے۔“

”اس کی آمدنی کا ذکر کیا ہے؟“

”دنیا کی کل حکومتوں کو ان کا مطلوبہ سامان سپلائی کرتا ہے۔ اس کے دو سو ملازمین سفر میں مصروف رہتے ہیں اور ان کے سرکار سارا انتظام ہماری ایجنسی کو کرنا پڑتا تھا۔ آج ہی کے اخبار میں یہ خبر بھی ہے کہ لیبیا اٹلی سے بھلی کام سامان خرید رہا ہے۔ اور میں یہ شرط لگانے کے لئے تیار ہوں کہ اٹلی کو ڈالر کے متافع کا یہ سودا وائٹل کے علاوہ کوئی اور نہیں کر سکتا۔ میں نے اس سے کہا: اب ڈائریکٹ ہمارے ہاں کاؤنٹ کھولنا چاہتا ہے۔ اس نے مجھ سے چند پروازوں کا شیڈول بھی مانگ لیا۔“

”میں پہلے ہی سمجھ گیا تھا کہ ہمارے ہاں سے خارج ہو کر اب وہ تمہارے پاس پہنچا ہوگا اور میں تمہیں یہ بھی بتا سکتا ہوں کہ اس نے تم سے کوئی کام جانسن برگ اور ہنگ کانگ کی پروازوں کے بارے میں کہا ہوگا۔ ٹرولون آئنسبرگ کو وہ اسی طرح ادا کیا کرتا ہے۔ لیکن جب حقیقت میں اسے نہیں کی بات کرتا ہوتی ہے تو وہ بیچ یا ڈنر کے بغیر کچھ نہیں کہتا۔ اگر تم یہ سمجھو کہ اس سے کوئی چیز بالکل مفت حاصل کی گئی تو یہ تمہاری بہت بڑی بھول ہوگی۔“

”وہ درحقیقت ٹرولون ایجنسی خرچ کرتی ہے محفوظ رہتی ہے؟“

”یقیناً۔ وائٹل درحقیقت کے طور پر دو لاکھ ڈالر پہلے ہی جمع کرنا دیکھ رہا ہے اور اس سے قبل کہ نصف رقم خرچ ہو وہ بروقت ادائیگی کر دیتا ہے۔ پھر ننگو کا موضوع یہ ہے کہ اس نے کہا: اگلے مہینے دونوں سے تمہارے ساتھ کونٹ کھیلنے کا موقع نہیں ملے گا۔“

”اگر تمہیں مجھ سے ہائے کا ایسا ہی شوق ہے تو اتوار کو کل پانچ جاؤ۔ میں نے ہنس کر جواب دیا۔“

دفترواپس پہنچ کر سب سے پہلے میں نے اپنے میڈانکس کو جو

میاں میں بھٹا، فون کیا اور منیجر کو وائٹل کے اکاؤنٹ کے بارے میں بتایا۔
 ”یہ وہ اکاؤنٹ ہے کلمے، مینجنگ کے بارے میں جس پر کئی ماہ سے میری
 نظریں لگی ہوئی تھیں۔ لیکن میں سمجھتا تھا کہ وائٹل امریکن ایکسپریس کو برقرار
 نہیں چھوڑے گا۔“

”امریکن ایکسپریس کا انچارج میرا دوست ہے اور وہ وائٹل کا
 اکاؤنٹ ختم ہونے پر بہت خوش نظر آتا ہے کہیں ایسا نہ ہو کہ ٹیٹھ بھلائے
 ہم لوگ سردرد کا شکار ہو جائیں۔“

”دولاکھ ڈالر کی خاطر درجنوں سردرد برداشت کئے جاسکتے ہیں۔“
 اس نے کہا۔ ”وائٹل کا اکاؤنٹ مل گیا تو میں تمہاری مدد کے لئے آمناں
 میں اضافہ کر دوں گا۔“

”مگر مجھے وائٹل کا سیکریٹری کوئی اچھا آدمی نہیں لگا۔“
 ”اس کا یہ مطلب تو نہیں کہ وائٹل کی رقم بھی اچھی نہیں ہوگی؟“
 ہیرا آئن کی اجازت دینے پر میں نے اپنی سیکریٹری فرمائش سے
 ڈانر کے نام اس مضمون کا خط لکھوایا کہ مسٹر وائٹل کا اکاؤنٹ کھولنے
 کے بارے میں بھی سنجیدگی سے غور کیا جا رہا ہے۔ جو بیڑی ہم لوگ کسی نتیجے
 پر پہنچنے لگے۔ آگاہ کر دیا جائے گا۔ دراصل میں ڈانر پر یہ غابر کرنا چاہتا تھا
 کہ وائٹل کا اکاؤنٹ ہمارے لئے کوئی بہت بڑی اہمیت نہیں رکھتا۔

ان سب کاموں سے فارغ ہو کر، شام کے وقت میں رہو ڈاؤن لینے
 کے لئے اس کی دکان پر پہنچا۔ وہ ایک گلاب کو سودا دے رہی تھی، اس
 لئے میں برآمدے میں ٹوک کر اس کا انتظار کرنے لگا۔

”خدا کی پناہ!“ رہو ڈاؤن نے کام سے نہٹ کر میرے پاس آکر کہا۔
 ”تم کتنے خوش قسمت ہو کہ دن بھر کسی پریشانی سے کام کرتے رہتے ہو۔“
 ایک ٹیبل بول کے ایک سینکڑ کے لئے بھی نہیں بیٹھ سکتی۔

کارا اسٹارٹ کرتے ہوئے میں نے، ”یوہی رہو ڈاؤن پوچھ لیا۔“
 ”تم نے ہیری وائٹل کا نام سنا ہے؟“
 ”کل اس کی بیوی ہماری دکان میں آئی تھی۔“ اس نے بتایا۔

”کیسی ہے؟“
 ”کیا مطلب؟“ رہو ڈاؤن نے گھور کر میری طرف دیکھا۔ ”تم اس میں
 کیوں دلچسپی لے رہے ہو؟“

”اس کا شوہر دولاکھ ڈالر کا اکاؤنٹ ہمارے ہاں کھول رہا ہے۔“
 ”دولاکھ؟“ رہو ڈاؤن کے منہ سے چیخ نکلی ٹیڑھی۔

”مسٹر وائٹل نے تمہارے ہاں سے جو سامان خریدا کیا اس کی
 قیمت فوراً ادا کر دی تھی؟“

”کئی ہزار ڈالر کا سامان تھا ڈانر لگ۔“ رہو ڈاؤن نے بتایا۔ مگر اس
 نے ایک سینٹ بھی نہیں دیا۔ ہماری دکان پر اس کا اکاؤنٹ کھلا ہوا
 ہے۔ جب اکاؤنٹ میں جمع شدہ رقم ختم ہونے لگتی ہے تو اس کا شوہر
 دوبارہ اتنی ہی رقم جمع کر دیتا ہے۔ یہ بات مجھے دکان کے کیشیئر نے

بتائی تھی۔“

”کس قسم کی عورت تھی؟“

”رہو ڈاؤن نے پہلے علاوہ کبھی کسی عورت کو خوبصورت نہیں سمجھا،
 اس کے نزدیک سبھی عورتوں میں کوئی نہ کوئی عیب ضرور ہوتا تھا مگر جاننے
 کیوں پہلی بار اس کے منہ سے مسٹر وائٹل کے بارے میں تعریفی جملے نکل
 پڑے۔“ اسے ایک حسین و دیدہ زیب خاتون کہا جاسکتا ہے۔ پھر فوراً ہی
 اسے اپنی غلطی کا احساس ہو گیا۔ لیکن وہ ایک ایسی عورت معلوم ہوتی ہے
 جو کسی کو فداوار نہیں ہو سکتی۔“

چھ سال قبل جب بوسٹن کی ٹریول ایجنسی میں میرا تقرر ہوا تو دفتر میں
 سب سے پہلے میری نظر اس پر پڑی اور ایسی بڑی کر میں دنیا و فہما سے
 بالکل بے خبر ہو گیا۔ سیاہ بالوں، نیلی آنکھوں اور نیچولے چھوٹے گالوں والی
 دیلی ری حسن کا ایک سٹول حسیہ تھی۔ میں روزانہ صبح دو بجے سے شام
 کے پانچ بجے تک اس کے ساتھ کام کیا کرتا تھا۔ پھر ایک روز جنت
 کر کے میں نے اسے ڈنک دعوت بھی دے ڈالی تین ماہ کے مختصر ترین
 عرصے میں اس کی محبت میرے جسم کی رگ رگ میں خون کی طرح گردش
 کرنے لگی تھی۔

”وطیری؟“ کھلنے کے دوران میں نے اس سے کہا۔ شاید اب
 تک تمہیں اس بات کا بخوبی اندازہ ہو گیا ہو گا کہ میں تم سے محبت کرتا ہوں۔
 اور ہمیشہ ہمیشہ کے لئے تمہیں اپنا بیٹا لیتا چاہتا ہوں۔“

”اُس نے اپنا سر میرے کندھے پر رکھ دیا۔ میں بھی ہنس جاتی
 ہوں، کلمے، مگر چونکہ جو ریاں ایسی ہیں کہ میں فی الحال شادی نہیں کر سکتی۔ کیا
 تم تھوڑے دن تک صبر سے کام نہیں لے سکتے؟“

میں نے تو کبھی سوچا کہ میں بھلا کتنا آسانی سے اس کی محبت
 حاصل کرنے میں کامیاب ہو جاؤں گا۔ پوری رات میں نے اسی کے تصور
 میں گزار دی۔ وہ چاہتی تھی کہ میں کچھ دن صبر سے کام لوں حالانکہ اسے
 حاصل کرنے کے لئے میں تمام زندگی انتظار کر سکتا تھا۔

اظہار محبت کے تصور سے ہی دنوں بعد ہم دونوں ایک دوسرے
 سے بیز قریب ہو گئے۔ ہماری باقاعدہ شادی تو نہیں ہوئی البتہ کئی راتیں
 ہم نے میاں بیوی کی حیثیت سے گزاریں۔ میں نے اسے میرے کی ایک
 انگوٹھی بھی تحفے کے طور پر دی۔ وہ انگوٹھی میں نے اب تک کی اپنی ساری
 جمع پونجی خرچ کرنے کے بعد حاصل کی تھی۔

اسی عرصے میں ٹریولنگ ایجنسی کی جانب سے ایک سال کے لئے
 نیچے لندن بھیجنے کے احکامات جاری ہو گئے۔ میرے سامنے دو ہی تھیں۔
 ملازمت سے انعتفی افسے کے بوسٹن ہی میں رہ جاؤں یا ابھنسی کے احکامات
 پر عمل کر کے وٹیری کی ناقابل برداشت جدائی کا سامنا کر لوں۔ وٹیری نے
 مشورہ دیا کہ ایک سال کی مدت طویل نہیں ہوتی، مجھے لندن چلا جانا چاہیے۔

”میرا انتظار کرنا وٹیری! میں نے کہا۔“ اور مجھے اپنی خیریت سے

مطلع کرتی رہتا۔

لیکن ایسا نہیں ہوا۔ لندن پہنچ کر میں اسے روزانہ خط لکھتا رہا۔ اس نے پہلے ہی کر دیا تھا کہ اسے اچھے خطوط لکھنا نہیں آتے۔ مجھے اس کے بہت ہی کم خطوط موصول ہوئے۔ تقریباً سچے ماہ بعد اچانک ایک خبر پڑی پارسل آیا پارسل سے میری دی ہوئی میرے کی انگوٹھی اور ایک مختصر سا رقعہ برآمد ہوا۔

ڈیر کلمے!

میں ہمیشہ کے لئے بوسٹن چھوڑ رہی ہوں۔ بہتیں تکلیف پہنچا کر مجھے بہت دکھ ہو رہا ہے۔ میں شادی کرنے پر مجبور ہو گئی ہوں۔ تم بھی کسی پیسے شادی کر لینا۔ جو کچھ ہوا اس کے لئے میں معذرت خواہ ہوں۔ مجھے معاف کر دینا اور ہمیشہ کے لئے ٹھیکہ دینا۔ یہ بھی تمہیں بھولنے کی کوشش کروں گی۔

تمہاری ویلیری۔

کئی دنوں تک میری حالت بڑی غریبی۔ ویلیری نے دفاتر چھوڑ دی۔ اُس نے خود بھی لکھا تھا کہ وہ شادی کرنے پر مجبور ہو گئی ہے۔ آخر وہ کون سی مجبوری تھی جس نے وہ مجرت بھرے دلوں کو ایک دوسرے سے جلا کر دیام بوسٹن واپس پہنچ کر یہی سوال میں نے اپنی بوجھنی کے منہ سے کیا۔ ”مجھے ویلیری کی مجبوری کا کوئی علم نہیں۔ یہ منہ سے بتایا۔ اُس نے ملازمت چھوڑنے کے لئے صرف یہ بات بتائی کہ چند ذاتی وجوہات کی بنا پر وہ استعفادے رہی ہے۔“

چار سال گزر گئے۔ میرے دل کا درد جوں کا توں باقی رہا پھر میری ملاقات رہوڈس سے ہوئی۔ میں دل سے چاہتا تھا کہ ویلیری کو بھول جاؤں لیکن رہوڈس سے شادی کرنے کے بعد بھی ویلیری کو بھولنے میں کامیاب نہ ہو سکا۔

اگلے روز دفتر میں ہر افسر سے فون کیا۔ ”مسٹر وائیڈل کے بارے میں تفصیلات معلوم کی جا چکی ہیں۔ اس کے سیکرٹری اور برادرزہ صرف اس سے مطمئن ہیں بلکہ اس کی تعریف و توصیف میں رطب اللسان ہیں۔ بہتیں یہ سن کر حیرت ہو گئی کہ مسٹر وائیڈل کے پاس کوئی غیر ذاتی نہیں ہے۔ اس کا مکان اور مکان کا سارا فرنیچر کرایہ پر ہے۔ اس کی سچے کاربن مشین ملٹر ٹور کرایہ پر لی گئی ہیں۔ اس کے پاس سچہ جی۔ پی۔ سیٹ اور پانچ ایکٹرک کے ٹاپ رائٹری ہیں اور انہیں بھی کرایہ پر حاصل کیا گیا ہے۔ اس کی بیوی کے بیشتر زیورات بھی کر لئے کے ہیں۔ البتہ قابل تعریف بات یہ ہے کہ اُس نے ہر جگہ شنگی زندگی نہ منات چھ کر اراکھ ہے اور آج تک کسی کو قدم کی ادائیگی کے سلسلے میں اس سے کوئی شکایت نہیں ہوئی۔“

تقریباً ساڑھے دس بجے ورث ڈارک فون موصول ہوا۔ ”تمہارا ارسال کردہ شیڈول پچھلے لیا ہے اور امین ایکسپریس کے مطابق میں تمہارا تجویز دس فیصدی زیادہ ہے۔“

باسکس (۱۷)

”اُن لوگوں نے اٹھارہ ماہ قبل ہمیں تجویز پیش کیا تھا۔ اس سے میں ہر چیز کی قیمت بڑھ چکی ہے۔ میں نے جو تجویز بھجوا دی ہے وہ موجودہ قیمتوں کے مطابق ہے۔“

میرے جواب سے وہ کچھ مطمئن ہوا۔ ”اکاؤنٹ کھولنے کے بارے میں تم نے کوئی فیصلہ کیا یا نہیں؟“

”ہمیں یہ سن کر خوشی ہو گئی کہ ہم لوگ تمہارا اکاؤنٹ کھولنے پر راضی ہو گئے ہیں۔“

”اگر یہ بات ہے تو ایک بجے کاک ڈورسے تو ران میں میرے ساتھ کھانا کھاؤ۔ کھانے کے دوران ہم لوگ فردی شرائط و ضوابط پر بھی گفتگو کر لیں گے۔“

کاک ڈورسے تو ران شہر کے اُن ہنگے دستورالوں میں سے تھا جس میں کوئی شخص اگر ایک سانس بھی لیتا تو کم سے کم اسے ڈیڑھ ڈالر ادا کرنا پڑتے تھے۔

”دعوت کا بہت بہت شکر مسٹر ڈارمیں نے کہا۔ لیکن میں اتنا مصروف ہوں کہ ایک لمحے کے لئے بھی افس کو نہیں چھوڑ سکتا۔“

”کیا مطلب؟ اُس نے پوچھا۔ کیا تم دوپہر کو کھانا نہیں کھاتے؟“

”میں دس دفتر میں لگا ہوں۔ معروفیت کے باعث باہر نہیں جاتا۔“

”عجیب آدمی ہو۔ امریکن ایکسپریس دلے ہمیشہ میری دعوت قبول کر لیا کرتے تھے۔ ویسے بھی اخلاقی اعتبار سے تمہیں میری بات ماننا چاہیئے۔“

”مسند اخلاق کا نہیں وقت کلام ہے۔ میں نے کہا۔ ”میری تمہارے ساتھ کھانے والی بات تو تم میرے پاس چلے آؤ اور آج کا کھانا میرے ساتھ کھاؤ۔“

دوسری جانب چند محول تک خاموشی چھائی تھی۔ ”تین بجے تک پہنچ رہا ہوں۔ اُس نے اس طرح کہا جیسے حق میں پھنسا ہوا آلارم بٹن میں آ رہا ہو۔“

ڈارمیں بیچے کے بچلے چار بجے سر پہر کو پہنچا۔ اس وقت میرے پاس ایک سیاح بیٹھا ہوا تھا۔ ڈارمڈ فٹر کے باہر ٹہل کر میرے فارغ ہونے کا انتظار کرنے لگا۔ وہ بار بار اپنی گھڑی اور میری طرف نظر ڈالتا لیکن میں نے کوئی توجہ نہیں دی۔ بالآخر جب میرے پاس بیٹھا ہوا سیاح چلا گیا تو میں نے ڈارمڈ کو اندر لے کر اسٹارو کیا۔

”مجھے افسوس ہے کہ تمہیں انتظار کی زحمت اٹھانا پڑی۔“ میں نے کہا۔ ”مگر تم نے تین بجے آئے تو کہا تھا۔“

”وہ بھیڑیے کی طرح غرانا ہوا بیٹھ گیا۔ اکاؤنٹ کھولنے سے قبل میں تم سے چند شرائط طے کرنا چاہتا ہوں۔“

”مجھے افسوس ہے، ہم کسی کی شرائط پر اکاؤنٹ نہیں کھولتے، بلکہ اکاؤنٹ کھولنے والے کو ہمارے شرائط ماننا پڑتی ہیں۔“

میرا جواب اتنا بھرپور تھا کہ ڈارمڈ کو سسٹیل میں ایک منٹ صرف ہو گیا۔

”تمہارا اکاؤنٹ کھولنے پر میرا احسنہ لیا ہو گا۔“ ڈارمڈ نے

”جستے سے تمہاری مراد اگر کسی قسم کی رشوت ہے تو مجھے افسوس ہے تمہیں ایک سینٹ بھی نہیں مل سکے گا میں نے تم کو بھیجے ہیں۔“
 ”اس شہر میں کوئی ٹریڈنگ کمپنی نہیں ہے جو اچھے خاصے رشوت دے سکتی ہیں ہم لوگ خدمت کرنا چاہتے ہیں رشوت دینا نہیں جانتے۔“
 ڈائر کے چہرے کا رنگ اڑ گیا۔ ”تمہارا مطلب ہے مجھے کچھ نہیں مل سکے گا۔“

”ہاں مسٹر ڈائر! تمہیں خدمت کے علاوہ کچھ اور نہیں مل سکے گا۔“
 اس کی آنکھوں نے ظاہر پرور ہاتھ کا لے جسے انتہائی نفرت ہو گئی ہے مگر چونکہ اس نے اپنی جیب میں ایک ڈال کر ایک ڈالر اساتفہ لگا لیا اور میرے سامنے پھینک دیا۔

”پورے دو لاکھ ڈالر ہیں! انہیں گن کر ہمارا اکاؤنٹ کھول لو! اُس نے کہا۔“ رقم کے ساتھ منوروی ہدایات بھی ہیں۔ آج ہی سے ہمارے کام میں لگ جاؤ۔ عیس برحال میں تمہاری معیاری خدمات کی ضرورت ہے۔“
 میرے اشارے پر جس فرامیڈے نے نفاذ سے نکال کر نوٹ لگے اور اکاؤنٹ کھولنے کی رسید پر میرے دستخط کر کے اس کے حوالے کر دی۔ رسید لیتے ہی وہ ایک گھر چلا اور ایک چوٹ کھانے پر نہانپ کی طرح جھینکا رہا۔ باہر نکل گیا۔

صوبہ صبح دس بجے میں نے دفتر سے ڈائر کو فون کیا۔ ”ڈائر کوئی پروازوں کا شیڈول تیار کیا جا چکا ہے، اسے ڈاک سے تمہارے پاس بھیجا دوں یا تم کسی شخص کو بھیج کر منگوالو۔“

”تم خود ہی لے آؤ۔“ اس نے کہا۔ ”مجھے کاروبار کے سلسلے میں مزید ہدایات دینی ہیں۔ میں اپنے قیمتی وقت کو تمہارے انٹرنس میں اگرافتہ نہیں کر سکتا۔“

مجھے پہلے ہی اس بات کی توقع تھی کہ وہ مجھ سے بدلہ منورے لگا۔ ڈائر کے پاس جانے سے قبل میں نے میرا فون کو فون کیا۔ مسٹر وائٹیل کا اکاؤنٹ کھولا جا چکا ہے۔ جسکی کام روزانہ فون ترقی پر پہنچتی جلدی ممکن ہو سکے، میری مدد کے لئے کسی اور شخص کو بھیجو۔“

”تمہیں اپنا ساتھی اوسن یاد ہے؟“
 ”جی ہاں۔ وہ فلوریڈا سے واپس آ گیا ہے اور ہم اسے تمہارے پاس بھیج رہے ہیں۔“

مجھے اپنے جسم کی خوشی کی لہر دوڑتی ہوئی محسوس ہوتی میں نے اوسن کو دیر ہی گئے جانے کے بعد سے ابھی تک نہیں دیکھا تھا۔ اس کے نام کے ساتھ ہی ساتھ ویلری کی یاد تازہ ہو گئی۔

میں نے فرامیڈے کو ہدایت کی کہ وہ ایک اور ٹیک کا فوری طور پر انتظام کر لے۔ پھر فون کر کے رپورٹ کیا کہ میں آج بھی اس کے ساتھ لے نہیں کر سکا۔

وائٹیل آئے گا۔ گھر محل سے کم نہیں تھا۔ ایک ملازم نے مجھے

بائوسن (۱۳) ڈائسٹ

ملاقاتوں کے ایک ڈرے سے کمرے میں لے جا کر بٹھا دیا۔ وہاں پہلے ہی آٹھ افراد ڈائر سے ملنے کے لئے بیٹھے ہوئے تھے تقریباً ایک گھنٹے کے بعد میرا نمبر آیا۔

”بیٹھ جاؤ کلے!“ ڈائر نے بڑے طنز آمیز انداز میں مسکراتے ہوئے مجھ سے کہا۔

میں نے پروازوں کا شیڈول اس کے سامنے رکھ دیا۔ وہ کاغذات کا بغور جائزہ لینے لگا۔ صاف ظاہر تھا کہ وہ میری کوئی غلطی تلاش کرنا چاہتا ہے۔ ”سینٹ ہوٹل؟“ اس نے معاذ خدا سے نظریں اٹھا کر کہا۔

”بہترین ہوٹل ہے چار ستاروں والا۔“ میں نے بتایا۔ ”اس میں باغ بھی ہے اور نہانے کا تالاب بھی۔ اور امپیریل کے مقابلے میں یہ ہوٹل پرسکون بھی ہے۔“

”ہمارے آدمیوں کے پاس باغ نہیں گھومنے اور تالاب میں نہانے کا وقت نہیں ہوگا۔ اور جب وہ ہوٹل میں واپس آئیں گے اس وقت قدرتی طور پر سکون ہوگا۔ ان کے لئے پانچ ستاروں والے امپیریل میں انتظام کرو۔“

”تمہاری مرضی؟“ میں نے کہا۔ ”آئندہ مجھے پہلے سے بتادینا کہ تمہارے آدمیوں کو کس قسم کے ہوٹلوں کی ضرورت ہوگی۔“

”صرف پانچ ستاروں والے اعلیٰ درجے کے ہوٹلوں کی۔“ اس نے کہا۔ ”تین بجے تک وافر چیمبرے پاس لے آؤ۔“

”مجھے افسوس ہے تین بجے میں نے ایک سیاح کے ساتھ لے جانے کے لئے کادعا کر لیا ہے۔“

”چار بجے آجانا۔“

”چار بجے بھی نہیں آ سکتا۔ مجھے ایک شخص سے ملنا ہے۔“

”انتہا بڑا اکاؤنٹ کھولنے کے بعد مجھے تم سے بہترین خدمت کی توقع ہے۔ تم برحال میں چاہے میرے پاس پہنچ جاؤ۔“

”میں اب بھی معذرت خواہ ہوں مسٹر ڈائر! اگر وافر اتنے اہم ہیں تو تم اپنے لے جانے کے بعد ہمارے آفس کیوں نہیں آ جاتے؟“

”ہم دونوں نے ایک دوسرے کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال دیں پھر سب سے پہلے اس نے اپنی نگاہیں دوسری جانب موڑیں۔ ”ٹھیک ہے“

”ٹھیک ہے۔“ اس نے غصے سے کہا۔ ”جہاں اتنی دیر ہو چکی ہے، تم کوڑی سی دیر اور بھی۔“ پھر اس نے ایک اور کاغذ میرے ہاتھ میں بٹھا دیا۔ ”ان پروازوں کا انتظام بھی تمہی ہی کو کرنا ہے لیکن ہوٹل کے وافر میرے شہرے کے دفتر تیار مت کرنا۔“

”اوکے۔“ میں چلنے کے لئے اٹھ کھڑا ہوا۔

”مٹھرو۔“ وہ بولا۔ ”میں نہیں جانتا تو کھولیں گی کہ اگر اگلے منگل سے پانچ روزہ کے لئے ہمیں مسلسل چوبیس گھنٹوں تک تمہاری خدمات کی ضرورت ہوگی۔“

”چوبیس گھنٹوں تک؟“

”ہاں! میں نے یہی کہا ہے۔ مسٹر وائٹیل سان سلویڈور جارہے

ہیں۔ مسٹر وائیلڈ الہ کے ساتھ جائیں گی۔ مسٹر وائیلڈ بزنس کے مسئلے میں معروف نہیں گئے، وہ ہمارا کام یہ ہو گا کہ مسٹر وائیلڈ کو شہر کی سیر کروا دے۔ ہر چیز کو آئی پی ہونا چاہیے۔ ایرکنڈلشن کارڈ ہوں پانچ ستاروں والا ہوں ہو۔ ٹکٹ بھی فرسٹ کلاس کے ہوں گے۔ باقی تمام ہدایات اس لفٹے میں درج ہیں۔ اس نے ایک اور لفٹا میرے ہاتھ میں بٹھا دیا۔ جہاں تک خوردقوں کو شہر کی سیر کرنے کے تعلق ہے یہ بات میرے لبس کی نہیں تھی۔ "سنان سلوڈ میں جاری ایکشن کی شاخ ہے۔ وہ لوگ جو خوشی مسٹر وائیلڈ کو شہر کی سیر کروا دیں گے اور تم لوگ بھی میری کندہ رفت کے بغیر ضروری اخراجات سے بچ جاؤ گے۔"

"لیکن میں مسٹر وائیلڈ کو بتا چکا ہوں کہ تم خوشی ان کی بیگم کی خدمت کرنے پر راضی ہو گئے ہو۔"

میں نے صورت حال پر غور کیا۔ مسٹر وائیلڈ ڈانر کی پولش کا پتہ نہادی ایکشن کی خدمات کا بھی تھا۔ میں بھی قیمت پر سونے کی چڑا کو ہاتھ سے چھوڑنا نہیں چاہتا تھا۔

"اگر میں پانچ روٹنگ باہر با تو ہتھاری مزید ہدایات پر کس طرح عمل کروا سکوں گا؟"

"مجبوراً تم واپس نہیں آ جاؤ گے ہتھاری ایکشن کو کوئی ہدایت نہیں کی جائے گی۔"

دفتر آئی وائلسن موجود تھا اور فرمائش کے ساتھ مختلف مسافروں سے بحث رہا تھا۔ اسے ڈسٹرکٹ انچارج سمجھ گھڑی میں اس کی جانب خیر مقدم کے انداز میں ہاتھ ہلاتا ہوا اپنی ٹیبل پر پہنچ گیا۔

میاں کے برعکس کو مسٹر وائیلڈ کے ساتھ میرے سالن سلوڈ دوجا نے پر کوئی اعتراض نہیں تھا۔ اگر ہتھاری غیر موجود ہیں تو ڈانر میں ٹنگ نہ کرے۔ یہ میرا کس ہے کہا گیا۔ "تو ہمارے خیال میں ہمیں ضرور جانا چاہیے۔ اس عرصے میں ہتھاری تقریب بھی ہو جائے گی اور مسٹر وائیلڈ کا قریب بھی حاصل ہو جائے گا۔ اس سے کسی عام آدمی کا دلنا آسان نہیں ہے۔ پانچ ٹیکسٹائلس منٹ پر میری اور وائلسن کی باقاعدہ ملاقات ہوئی۔

"تم سے دوبارہ مل کر خوشی ہو رہی ہے، اے اے؟ اس نے ہاتھ ملاتے ہوئے کہا۔ "کتنے عرصے بعد تم لوگ ملے ہیں، شاید چھ سال بعد؟"

"تقریباً آٹھ ماہ پہلے ہو چکا ہے۔" میں نے کہا۔ "یہ بتاؤ ہتھارے قیام و طعام کا کیا ہو گا؟"

وائلسن نے فرمائش کے کی جانب دیکھا جو میرے صاف کر دی تھی؟ اس نے میرے لئے ایک اپارٹمنٹ کا انتظام کر دیا ہے۔

"ابھی تم اپنے اپارٹمنٹ میں نہیں جاؤ گے۔ میرے گھر چل کر کھانا کھاؤ گے۔ میں جیس اپنی بیوی بہو سے بھی ملنا چاہتا ہوں۔"

دو ہفتوں کو دیکھتے ہیں زندہ ہوا تھا تھی۔ یہی وائلسن کے ساتھ بھی ہوا وائلسن نے صرف اس کے حسن اور لباس کی تعریف کی بلکہ مجھے بھی ایسی اچھی

بیوی ملنے پر مبارکباد دی۔

"وولیری کو تو میری بیوی لگے ہو گے؟" وائلسن نے تعریفی نظروں سے دیکھا کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

میں لگا سوں میں مشروب انڈل رہا تھا۔ وائلسن کی بات پر لاپرواہیہ کر کے تقریباً شربت میرے لباس پر بھی چھلک گیا۔

دھونانے بڑے اطمینان سے میرے کی پلیٹ وائلسن کی جانب بڑھاتے ہوئے بوجھا۔ "وولیری کون ہے؟"

وائلسن نے غور کیا۔ "تمہارے شوہر نے نہیں کچھ نہیں بتایا؟"

"نہیں یہ مجھے کچھ نہیں بتاتے۔ کوئی خاص بات ہے؟"

"تم سمجھتی ہو کہ میں کچھ نہیں بتاتا۔ میں نے کہا؟" حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ تم خود میری کوئی بات نہیں سنیں۔ بہر حال وولیری کے بارے میں خاص بات صرف اتنی ہے کہ وہ بوسن کے دفتر میں میرے ساتھ کام کرتی تھی۔"

وائلسن بولا۔ "بہت ہی مختصر، تمز شمس اور مختصر کی تھی۔"

میں نے ٹھیکوں سے اسے دیکھا کہ وہ وولیری کی تعریف میں نہیں آئی ہے۔ اس نے اپنی نظریں میرے پیر سے پیر جاوے۔ میں شرط لگا سکتی ہوں کہ تم اس سے بخت کرتے تھے۔"

کوئی شک نہیں، میں وولیری سے محبت کرتا تھا بلکہ اب بھی اس کی محبت میں گرفتار تھا۔ گھر ہڑا کے سامنے احترام کرتے ہوئے مجھے جھکائی غصی ہو رہی تھی۔"

"آج صبح میری کچھ میں یہ بات نہیں آئی کہ تم نے مجھ سے شادی کیوں کی ہے۔" وہ وائلسن سے کہا۔ "یہ ہمیشہ مجھ سے کہتے رہتے ہیں کہ تم نے کوئی کام نہیں کیا۔ صبح سے شاہک پریشان کر کے رکھ دیتے ہیں۔ انوکس، انوکس نے وولیری سے شادی نہیں کی جو بہت ہی خوبصورت اور ممتحنی رنگی ہے۔"

اس کی آواز کی تھی نے وائلسن کو پریشان کر دیا۔ "نہیں منہ کھلے، میں نے یہاں نہیں کہا کہ تم خوبصورت اور ممتحنی نہیں ہو۔"

تھوڑی دیر کے لئے وہاں خاموشی چھا گئی۔ وائلسن موضوع بدلنے کی کوشش کرتے ہوئے مجھ سے مخاطب ہوا۔ "سفر رکنب جا رہے ہو؟"

"اے کیسا سفر؟" وہ وائلسن نے چونک کر پوچھا۔

میں نے مختصر الفاظ میں سالن سلوڈ ورکے سفر کے مسئلے میں بتایا۔

شادی کے بعد پہلی مرتبہ ہم دونوں کچھ رفلوں کے لئے بیڈا ہو رہے تھے۔

"میرے کو کلان کرانے جانے کا کام بند رہتا ہے ہو گا؟"

"یہاں سے میں جاتی ہے اور یہاں تک آتی بھی ہے۔"

"میں بدلتا دیکھاں چھوٹی ہوئی لیوں میں نہیں بیٹھ سکتی۔"

"منہ کھلے؟" وائلسن نے صاحت کے طور پر کہا۔ "میں نہیں جانتی کہ یہاں اور گھر تک پہنچا دیا کروں گا۔"

"شکر! وائلسن؟" پھر میری طرف گھومی "تم وائیلڈ کو میری دفتر سے کراؤ گے۔ وہ ایسی عورت ہے جو تمہیں اپنے بہترین کپڑے کرے جائے گی۔"

میں نے اس بات کی ہر ممکن کوشش کی کہ نصیحت نہ آنے پائے! (ان مفضل اور دایہات باتوں کو ذہن سے نکال کر دوپہری!) میں نے کہا "ایسی ہی کی طرف سے مجھے ایک کام سنایا گیا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ اسے سختی خوش اسلوبی اور دیانتدار سے انجام دینا چاہیے۔"

کوئی جواب دینے کے بجائے وہ اٹھ کھڑی ہوئی اور زمین پر سرخوشتی ہوئی اپنے کمرے میں چلی گئی۔ ہم دونوں نے اس کا کردہ بندہ ہونے کی ڈانسی۔ "یہ بڑی عجیب بھی خوب بڑی ہے۔" میں نے حنیف مٹا نے کے لئے کہا اور اس نے مومنہ بدل دیا۔ "مجھے تو ایڈیل کوئی پڑا ہی ہمارا شخص نظر آتا ہے۔"

سان سلوٹورہ کے ہوائی اڈے پر ایک سیاہ فام ایڈلن رابرٹ نے میرا استقبال کیا، "گزشتہ رات سینورہ وائیڈل اور سینورا آپ کے ہیں۔ مجھے تمہاری خدمت پر مقرر کیا گیا ہے۔ میں تمہیں ہوائی لے جانے کے لئے آیا ہوں۔" تقریباً نصف گھنٹے میں ہم لوگ ہوائی پہنچ گئے۔ رابرٹ نے سارا سامان میرے کمرے میں پہنچایا۔

"ہو گا۔" میں نے کہا۔ "ابھی تک میری اس کی ملاقات نہیں ہوئی۔"

"پانچ سال کی ہیں نے اُسے دیکھا تھا۔ بہت معمولی سا شخص تھا۔ اکائی لکاس میں سفر کرتا تھا۔ خود وقامت کے اعتبار سے اُسے بونا کا جاکتا ہے۔ گئے سر اور اور پھر کسی ڈاکھی سے اسے مزید متحرک کرنا دیا ہے۔ اب سنا ہے کہ وہ لاکھوں میں کھینچا ہے اور اس کے سینکڑوں ملازم ہیں۔"

"تم نے درست ہی سنا ہے۔" میں نے اُس سے کہا۔

"سینورہ اور سینورا اپنے دوستوں کے ساتھ بیچ کے لئے اٹھ کر گئے ہیں اور سات بجے سے پہلے واپس نہیں آئیں گے۔"

میں نے اپنی برٹ واچ پر نظر ڈالی۔ ابھی صاف ڈیڑھ بجھا تھا۔ "اگرے رابرٹ! میرا دلچسپ نہیں سمجھتا اور پانچ بجے وہاں پہنچ جاؤ۔"

"پھر مجھے کھانا کھا کر تو کبھی مل جائے گا یہ لکھ کر بڑا لالہ لکھ ہے۔"

ایکس بجے مکان وہیں تھا ہے۔ ریکوں کے بھی کھار ہی ملاقات ہوتی ہے۔

"پانچ بجے میں اپنے کمرے سے باہر نکلا تو رابرٹ شہر کے اہم اقبال دید مقامات کا نقشہ لے ہوئے پر منتظر تھا۔"

اگلے چار دن مجھے سفر کی تیاری میں لگ گئے۔ اس عرصے میں نقشے بیٹھتے، پلٹتے پھرتے رہوڑا، واپسیری کا نام لے لے کر کچھ پریشان تیرہ برس کی رہی۔ سفر پر روانہ ہونے سے ایک روز قبل اور اس نے میری اور رہوڑا کی دعوت کی۔

"ایک بات بتاؤ۔" رہوڑا نے مجھ سے اس وقت کہا جب میں اس کے پاس بیٹھا ہوا کافی پی رہا تھا۔ "واپسیری تمہاری مجبور تھی؟"

میرے ہاتھ سے پیالی چھوٹے چھوٹے پھی۔ "نہیں!" میں نے بڑا کر کہا۔ "دیکھو رہوڑا یہ بات ابھی طرح سے کھو کو تم بار بار اس کا نام لے رہے سدن نہیں دلی۔ تمہارے نزدیک کوئی مزاحیہ بات ہو سکتی ہے اگر میرے نزدیک یہ نہیں کی بات نہیں ہے۔"

اس نے کافی کا ایک گھونٹ لیا۔ "ان تمہارے نزدیک تو یہ بہت ہی سنجیدہ بات ہے۔ غالباً تم ابھی تک اس کی محبت میں ٹپتے ہو۔"

"میں کر رہا ہوں۔ یہ اچھا نام بائیں پس نہیں کرتا۔"

"پس نہ کر دیا کرو، گوتم! اسی اور واپسیری کی محبت سے انکار نہیں کر سکتے۔"

"مجھے ضرورت بھی نہیں ہے کہ تمہارے سفر پر نقشے کا انکار کرنا پھر دوں۔"

"جو کرنا بات نہیں۔ پانچ دن اس بدعاش مسز وائیڈل کے ساتھ گزارو گے تو واپسیری کو کھول جاؤ گے۔"

"بتاؤں گا۔" میں نے کہا۔ "کلی صبح ساڑھے آٹھ بجے تمہیں رہنا لگا کہاری وادے پر درگاہ بنایا جائے۔"

اس کے جاننے کے بعد میں نے ہوائی کے تلاب میں غسل کیا۔ اگلے روز مجھے مسز وائیڈل کے ساتھ درگاہ کے آتش نشن کر دیکھے جانا تھا اور دوسرے پینڈ پہلے شہر میں دلپاس آجانا تھا۔ ہوا دھوکہ میں ہوائی کے بائیں چوکیاں پھول اس وقت جب کہ میں املاک کا دوسرا گلاس میں رہا تھا ہماری وائیڈل، مدلیں داخل ہوا۔

اس کے کہنے کے مطابق وائیڈل کا قدر چارٹ دن اربع سے زیادہ نہیں تھا گئے سر اور چوٹی سی ڈاکھی کے علاوہ اس کی تو نہ بھی باہر لگی ہوتی تھی آنکھیں بڑی بڑی تھیں اور ان میں سرخ فربہ تھیں۔

مزید وہ میرے پاس آیا، میں اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

رہوڑا نے مدلی سے پراٹھ پکڑ لیا۔ "کافی تو ختم کر دو۔"

رات کو ٹیل میڈ پر اس نے میرے گلے میں اپنی ہاتھیں ڈال کر کہا "میں فنان کری تھی گلے، مجھے معاف کر دو۔"

"تمہارے دانت صاف نہیں ہیں۔" میں نے کہا۔ "مدلی سے غسل نازا۔"

"تم کب رٹن ہو؟" اس نے پوچھا، پھر اپنے سوال کا جواب سے بیزبلا "میں چارو۔ شاید تم اسکا جیج رہے ہو؟ میں نے آج تک کوئی شرب نہیں پی شراب اور سگریٹ تمہاری ذہن کے لئے ذہر سے کم نہیں ہوتے۔ نہیں

جائے۔"

پاسکری

دینا کر ہند دیا گیا ہے مجھے معلوم ہوا ہے کہ کوئی ایک معتبر اور دیندار شخص ہو۔
مجھے معتبر اور دیندار انھیں بہت پسند ہیں۔ ٹکارنے میری بڑی کوشش تفریق
کرانے کے لئے نہیں بھیجا ہے۔ وہ میرے ساتھ ہی میں نے آ کر بیٹھی لیکن
میں نے سوچا کہ پہلے توڑ ل کر اپنا اطمینان کر لوں، مابین بائبل کا لفظ نہیں
بار میں نے شہرت کا ایک کلاس وائیل کے پاس لاکر رکھا۔
"گورنر سارٹ۔" وائیل نے شہرت کی چوکی لے کر کہا "میری بڑی کرد
نہ سارٹ میں تمہاری منتظر ہے لیکن زرا سنبھل کر جانو وہ بڑی با اصول عورت ہے"
وائیل کے کہنے پر میں بارے نکلی کرات فبر کے سر پر پہنچا، اور
دروازے پر دستک دی۔

"اندر چلے آؤ۔" اندر سے سرو وائیل کی مدغم سی آواز سنائی دی۔
میں دروازہ کھول کر اندر داخل ہوئے۔ سامنے کھڑکی کے پاس میرا ہاتھ
پھڑپھڑے ہوئے گالوں اور نرم و نازک جسم والی جو عورت کھڑی تھی اگرچہ اس سے
لے ہوئے مجھے چہرہ سال گزر چکے تھے لیکن میں نے ایک ہی نظر میں اسے پہچان لیا۔
اندر ہی اندر میرا دل خوشی سے سترج اٹھا۔ وہ پہلے سے زیادہ خوبصورت اور تفل
معلوم ہو رہی تھی۔

"دلیری!" میں نے بے پناہ شہرت کے باعث پکپکاتی ہوئی آواز
میں کہا "میں کی خواب تو نہیں دیکھ رہا ہوں؟"
وہ بڑی سے میری طرف لیگی اس نے دونوں بازو میری گردن میں جھانک
کر مجھے پوری قوت سے اپنے ساتھ چٹایا۔
"بالآخر میں نے تمہیں پا ہی لیا، ڈارنگ۔" اس نے میرے گال
پر اپنا گال رکھتے ہوئے کہا۔

مجھ سے جانک کی روشنی ہمارے ہتھ پڑی۔ دلیری کی آنکھیں نہ ہانکنے
اور سینے پر ہاتھ رکھتے ہوئے لہجہ تھی میں اس کے پاس ہی دروازہ تھوڑا
بھی کچھ رہا تھا کہ پچھلے سالوں کی طرح اب بھی خواب دیکھ رہا ہوں حالانکہ پہلے
سی برس کے ساتھ میں لوگ امیڈا اور عقل دونوں کا تیر بادبہ تھے تھے
اس نے اپنے پیروں سے براہتہ پھرتے ہوئے کہا "کچھ ڈارنگ ایک
ہو گیا تھا ہم دونوں کو جسے تم سے دور دھنپا چاہئے تھا۔"
میں تھوڑا دیر لگا کر تھا۔ "میں تو سوچ بھی نہیں سکتی تھا کہ اس طرح اچانک
میری تمہاری عظمت ہو جائے گی۔"

"سامری ڈارنگ میری ہے۔" اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔
"جب میں نے سنا کہ تم اپنا ذاتی میں منتقل ہو گئے ہو، میں تم سے لینے نہ دے سکی۔
مجھے بہت سی باتیں کرنا چاہیں تھیں، ابھی نہیں۔" بایں کرنے کے لئے ایک دست پرے ہیں۔
"مگر میں ابھی بایں کرنا چاہتا ہوں۔" میں یہ معلوم کرنے کے لئے بے چین
تھا کہ پچھلے چھ سال میں اس پر کیا گزری ہے۔

"بگڑے ہیں وہ۔" اس نے بڑے خوشامد انداز میں کہا "تمہیں نہیں معلوم
کہ وہ کتنا غلام شخص ہے۔ اگر اُسے یہ بھی ہو گیا کہ ہمارے تعلقات کس قسم کے
میں تو وہ تمہیں تباہ و برباد کر دے گا۔ میں جو کچھ کہہ رہی ہوں اگلے اس پر اکتفا کرو۔"

میں نے کپڑے پہنتے ہوئے بھی اس کی طرف سے نظری نہیں ہٹایا۔
"بڑی ہوشیاری سے باہر نکلا۔" وہ کھجائی رہی "پہلے یہ یقین کرنا
کہ کوئی شخص باہر تو نہیں ہے۔"

کپڑے بدل کر میں اس کا سر لینے کے لئے آگے بڑھا تو اس نے مجھے دیکھ
کی جانب دھکا دے دیا۔ "ماؤ۔" خدا را ہاں سے چلے جاؤ۔ میری
تمہاری طاقتاں کل ہوگی۔ وہ بہت ہی غلام اور غمگین مزاج شخص ہے۔"
"کل کس وقت؟"

"جواب دہ چلا رہا ہے گا۔ لابی میں میرا انتظار کرنا۔"
"اور وہ دلیری! میں کتنا خوش قسمت ہوں۔"

"چلے جاؤ گے" اکہیں وہ کہتے ہوئے یہاں آ رہا ہے۔
میں دروازے کی جانب بڑھا۔ آہستہ سے اسے کھول کر باہر جھانکا
ایک مرد اور ایک عورت لفظ کی طرف جا رہے تھے میں جلدی سے واپس
پلٹ آیا۔

"کیا ہے؟" اس نے خوف سے لڑتی ہوئی آواز میں پوچھا۔
میں نے ہونٹوں پر لٹکی رکھ کر اسے خاموش رہنے کا اشارہ کیا اور ایک
بار پھر باہر جھانکا۔ مرد عورت کا پوڑا لفظ میں داخل ہو چکا تھا، مجھے دیکھنے لپڑی
میں خاموشی سے باہر نکل کر نیلے کی طرف بڑھا اور بیڑیوں سے
اترنا ہوا پیچھے چلا گیا۔

اچنے کی میری پہنچ کر سب سے پہلے میں باہر دم میں گیا اور آہستہ میں
اپنے پیروں پر نظر ڈالی۔ میرے پورے پیروں پر جو کچھ گلاب اٹھک کے دھتے
تھے چہرہ قدرے زرد تھا لیکن اس کا جڑم کے باہر خود میں پہلے سے زیادہ
نور جان ہو گیا تھا۔

میں نے پیروں پر صابن مل کر ٹھنڈے پانی سے دھوا اور اسے ٹولر
سے خشک کرتے ہوئے لٹکھنی پر چلا گیا۔ دلیری کے الفاظ ابھی تک میرے ذہن
میں گونج رہے تھے، "تمہیں نہیں معلوم کہ وہ کتنا غلام شخص ہے۔ اگر اُسے
ہمارے تعلقات کا علم ہو گیا تو وہ تمہیں تباہ و برباد کر ڈالے گا۔"

پھر دھتے کیوں، میرے ذہن میں رہو کی تصویر ابھی تھی اگر کبھی
ہمارے تعلقات کا علم ہو گیا تو وہ بھی وائیل سے کئی اوقات نہ ہوگی۔ وہ
یہ بات ہرگز درست نہیں کر سکتی کہ اس کا قصور راہر اور ہر گم دیاں مناسے۔
میرے ذہن نے مجھے تجوڑنا شروع کیا، لیکن کیا ہوگا؟ کیا میں وائیل سے
مفادت پامالوں؟ اس سے کہہ دوں کہ میں ہمارے گالوں یا کوئی اور اسباب ہانڈ
بنادوں جس کی وجہ سے مجھے اگلے باغ و دلیری کے ساتھ گزرا ہوا ہے؟
لیکن کس طرح ممکن تھا؟ میں دلیری کے لئے میں آج تک شہرت
رہا تھا اب وہ مجھے ملی تھی تو میں اسے کیڑو نظر انداز کر سکتا تھا۔ دلیری کی خاطر
میں بخوشی بڑے سے بڑا خطرہ مول لے سکتا تھا۔ اپنی سامری زندگی کو واپس پر
لگا سکتا تھا۔

دلیری کا میں چہرہ ایک مرتبہ میری غمزدگی میں گھسنے لگا، آخر تو یہی
ملنے نے وائیل سے شادی کیوں کی؟ آخر وہ لوگ کس طرح لے؟ اپنے آخری خط
ڈاکھٹ

رہا تھا۔

داربر کو بہت جلدی اس بات کا اندازہ ہو گیا کہ ہم لوگ آتش نشانی میں پھنسی
ہیں۔ دسے ہیں۔ یہ کیا بات ہے؟ سوچو؟ اس نے دیویری سے پوچھا: "تہیں؟"
چکر پھرنے لگی؟
"مجھ تو چھی ہے۔ لیکن گرمی بہت ہے۔" دیویری نے کہا: "اب ہر مل دہیں
پڑے ملو؟"

داربر کی چھوٹی چھوٹی انگلیں سر سے چمک اٹھیں۔ وہ ہر کوئی قہرمت ہی
زیادہ گرمی ہو جاتی ہے۔ اس کے سامنے گرمی کچھ بھی نہیں ہے۔ لیکن اگر ہم کو تو
میں نہیں دوپہر کبھی کبھی کرنے کے لئے جا سکتا ہوں؟
"نہیں نہیں۔" تہا داربر بہت بہت تنگوار۔ آج کے لئے اتنی غریب کافی ہے۔
باقی سیر کر لو گی؟

ایک بچے کے قریب ہم لوگ ہر مل میں پہنچ گئے۔
داربر کو رخصت کرنے کے بعد میں دیویری کے ساتھ لاپی تک گیا۔ اسی
اشیاء میں نے اس کے ہاتھ میں اپنے کمرے کی کچی بھاری۔ "تھوڑا گرم۔" مگر ملا؟
وہ مٹی خیر انداز میں مٹاتی ہوئی لٹفت کی جانب بڑھ گئی۔
تقریباً دس منٹ تک میں ہر مل میں ادھر ادھر مگر تیار ہوجھ لٹفت سے
تھوڑا گرم پڑا گیا۔
دیویری بڑے دھاندلہ انداز میں میرے بستر پر دلاڑتی۔ میں نے جلدی سے
دروازہ بند کر کے قتل کیا۔

ہر مل کے ایک کونڈا شہزادہ میں دیویری نے میرے سینے پر اپنا سر رکھ کر
ان بچے چھوڑ کر اس کے ساتھ گار سے تھکے کھانی مٹائی۔

"میری اور دوائیل کی کپڑا ملاقات اس وقت ہوئی جب وہ بوسن کی
ٹرولنگ کتھی میں لندن کی پیر واد پر جانے کے لئے آیا۔ اتفاق سے اس نے کھانے
گیا ہوا تھا۔ مدد کا کام کچھ کرنا پڑا تھا۔ چاکلک میں نے سوسن کی کار دوائیل کی نظریں
سوسن کی طرح ہر سیم پر پیوست ہو رہی ہیں۔ میں تہیں یقین دلاتی ہوں کہ میں
نے یہی کمر کیا تھا۔ پھر ایسا معلوم ہونے لگا جیسے وہ مجھ پر چھا گیا۔ پھر مجھ پر نظریں
گاڑے ہوئے اس نے ٹھٹھ کی قیمت ادائیگا۔ اس کا کہنا تھا کہ اسے دماغ کا ایک
حصہ میں اپنے ساتھ لے جا رہا ہوں۔ وہ جگا جگا کر میں اسے عزتوں میں دیکھنے لگی۔
چاکلک میں ایسا معلوم ہوتا جیسے وہ میرے ساتھ ساتھ چل رہا ہے۔ سب سے زیادہ
تکلیف دہ بات اس زمانے کی ہے کہ میں تہیں فراکش کر دیا تھا۔ اسے پیار
میرے خطا کرتیں، انہیں پڑے بغیر بچا کر چیک دیتی۔ میں جانتی ہوں کہ اس
بات سے تہیں رنج ہو گا۔ لیکن میری بچائیگا۔ کچھ کچھ کر میں لگاؤ۔ ایک بدروح
نے مکمل طور پر مجھے اپنے قابو میں کر لیا تھا۔ دیویری نے اپنی آنکھوں سے جھری
ہوئی انگلیں میرے چہرے پر چاڑھیں۔ تہیں سب بدروحوں پر اعتماد ہے، کچھ؟
"مجھے تو یہی نہیں معلوم کہ بددھیں ہوئی ہیں؟" میں نے کہا: "لیکن تہیں تہیں
مٹا کر ہر بچہ کر رہا؟"

میں دیویری نے کھا تھا کہ وہ باطل مجھ پر مٹی پھینکتی۔ مجھ کو؟ اس کی بھوری کاسبب
میتا تھا؟ اور اس کے کہنے کے مطابق پانچ سال قبل دوائیل کی شہیت کچھ زیادہ قابل
قد نہیں تھی۔ اس نے یہی نہیں کہا کہ اس کا دیویری نے دولت کے لالچ میں
دوائیل سے شادی کی ہوگی۔ وہ کوئی دیویری کی دیویری نے مجھ پر ایک ایسے
شخص کی ترغیب دی ہے کہ اس کا سر کھانے کا کھانا ہے؟

اپنی خیالات کو ذہن میں ہونے میں اپنے بستر پر ملا گیا۔ جس ساڑھے
سات بجے جب دیویری کوئی نہ کر آیا۔ اس وقت میری آنکھ کھلی۔
ساڑھے آٹھ بجے میں باہر نکلا۔ داربر کو نظر پڑا۔
تھوڑا دوائیل کہاں ہیں؟
"وہ آٹھ بجے ہر مل سے جا چکے ہیں اور مجھ سے کہہ گئے ہیں کہ میں تہیں اور
سینڈ وکھ کر لے کیٹے لے جاؤں؟"

ملا دے ہو؟
"بہت بڑی کاروبار ہو کر سینڈ وکھ؟
میں معلوم کرتا ہوں کہ سر دوائیل تیار ہیں یا نہیں؟
پھر میں نے ہر مل کی دالی سے دیویری کو کوئی کیا؟ مجھ کو بڑے سنگ سر دوائیل کا
کا نظر ہے۔ تیار ہو جاتا تو پتہ چلی آتا؟
"مگر یہ شے کہ اس جینٹ میں آ رہی ہوں؟
دس منٹ بعد دیویری پہنچے آئی۔ اس نے نیلے اور سفید پتوں کی تھیلی اور
بڑے پائوں والی سفید شیت پہن رکھی تھی اور اس کے بال پیچھے کی جانب سفید دھال
سے بندھے ہوئے تھے۔
"مگر دماغ شے؟" اس نے بڑی لاتعلقی کے انداز میں کہا: "تہیں ہم لوگ
کہاں چلیں گے؟"

ایک منٹ چھوڑ۔ میں تہیں ٹیڈول دیکھ کر رہا تھا ہوں۔ میں نے کہا: "دماغ
خاکوش کچھ کی جانب چل دیا۔ دیویری میرے پیچھے پیچھے آئی۔ جب ہم دونوں ہر مل
کے کراک اور رارڈ سے اتنی دوڑے گئے کہ ہلاری انڈرمان کے کالوں تک نہیں پہنچ سکتی
تھی تو میں نے جیسے ہیے میں کہا: "دیویری ابھی پیچھے چل رہی ہے۔ دوائیل
فطری میری اپنی ہے۔ مجھے فطری علم نہیں تھا کہ میری ملاقات تم سے ہوگی۔ لیکن دلائل
نے گاؤں کے طور پر میری مدد کے لئے شوق فرما کر نظام کر دیا ہے۔ اسے ہٹا بھی مناسب
نہیں ہے۔"

اس کی آنکھوں سے ادا سی چلنے لگی۔ "اب کیا ہو گا؟"
"وہ دوپہر اور سہرے کا کام کرنا نہیں چاہتا۔ اس نے تم دروازہ مجھ سے میرے کمرے
میں مٹنے کے لئے آئی ہو؟
"اگر کے؟" اس کی آنکھوں کی چمک داپس آگئی۔

میں اپنی میٹ پر ٹوڑ کر کے پاس بیٹھوں گا۔ تم کوئی اپنی میٹھی حرکت مت
کرنا۔ وہ اتنی شخص نہیں ہے۔
راستے میں داربر نے تہیں کہی؟ ہم کتابت کو کھانے میں نے یا دیویری نے
ان کی جانب کوئی توجہ نہیں دی۔ ہم دونوں ہی دوپہر کے متعلق سوچ رہے تھے۔
آتش نشانی تک کا سفر طویل تھا۔ یہی کچھ مشکل تھی تو ہی چھوٹی ہوئی تھی کہ کرا کو بگڑا
جاسوسی (14) داؤبٹ

شروع کر دیا، ہر مرتبہ وہی کہتا تھا کہ اس نے میرے دماغ کا ایک حصہ لے لیا ہے۔
دو مہینے تک مسلسل میں اپنے اپنے لئے لڑ رہی اور وہ میرے دماغ پر قبضہ کرتا
رہا۔ بالآخر میرا زہاد دماغ اس کے قبضہ میں چلا گیا۔ اور میں نے اپنی شکست تسلیم
کر لی۔

”کیا اس نے تہیں شادی کرنے پر مجبور کر دیا تھا؟“

”نہیں، ناس نے مجھ پر نہیں کیا میرے دماغ پر قبضہ کر لیا۔ میں کچھ بھی کر سکتی
میں نے اپنے آپ کو اس کے سوائے نہیں کیا تو مجھے کبھی یوں اور آرام نہیں مل سکے
گا۔ میں اتنی فکس ہو چکی تھی اور اتنی خوفزدہ ہو چکی تھی کہ میں نے خود ہی مجبور ہو کر اس سے
شادی کر لینا مناسب سمجھا۔“

”تم نے مجھے اپنے حالات کی اطلاع کیوں نہ دی؟ میں فوراً ہی واپس
آ کر تہادی مدد کرتا اور تہیں وائٹنڈل کے سہل سے بچا لیتا۔“

”کوئی شخص ایسا نہیں تھا جو میرے کم آنا۔ جب کسی مرد ورج اور ایک ورج
کی جنگ ہوتی ہے تو ریا تو ایک ورج اپنے آپ کو بچا لیتے ہیں یا
شکست کھا جاتی ہے۔ کبھی ایسا نہیں ہو سکتا۔ ایک ورج نے ہرج ورج شکست دی تو
میری ورج اپنے آپ کو بچا نہیں سکی اور شکست کھا لی۔ اس کے علاوہ میں تم سے اسی
طرح محبت کرتی تھی۔ جس طرح کچ کچ کرتی ہوں۔ اگر میں تہیں اپنے حال سے آگاہ کرتی
تو تہیں تیار میاں میں کو دپڑے اور مجھے پرہیز کرنا کہ ظالم وائٹنڈل ہمیشہ سے تہیں
اپنے راستے سے ہٹا دیتا۔ میں نے مرد ہا کہ میرے متذہب میں بربادی ہے تو تہادی زندگی
کو یوں برباد کیا کہ تہیں نے رستے سے ہٹ کر دل کے ساتھ تہیں آخری
خط لکھا اور تہادی زندگی تہیں واپس کر دی۔“

میری نظریں دیر لمبی کے پھرے پر جم کر رہ گئیں۔ کیا اس ترقی یافتہ زمانے
میں بھی کوئی شخص ایسا ہے جو ایک مرد ورجوں کی جنگ پر اعتماد رکھتا ہو۔

”شاید میری بری بات بے لگتی نہیں آ رہی ہے؟ اس نے کہا۔ وہ بڑا کمزور شخص
ہے۔ پلاٹیشن ہے۔“

ویرلی نے خوف اور آنکھوں کے دھندلے پر تہیں نے مجھے پوچھا کہ کیا تم اپنے
سہماتے کے لئے میں نے کہا۔ پہلی صدی کے ساتھ ساتھ مارے شیطان بھی چلے
گئے تھے۔ شیطانوں پر کوئی اعتماد ہے اور شیطان دھوکے پر مبنی جس طرح سے
وائٹنڈل نے تہیں اپنے فتاویٰ میں کیا ہے۔ اسے پہنا بیڑم کہا جاسکتا ہے۔ وہ
”ویرلی“ سچو لوڈ ویرلی۔ اس کے بچے میں ابھی تک وحشت تھی تو ایک بار
میں نے اس سے پوچھا کہ اس نے مجھ سے شادی کیوں کی ہے؟ مجھے اس کے اندر

ابھی طرح یاد نہیں ہیں۔ تاہم اس نے جواب دیا، اس کا منہ ہر لمحہ میری بہت جلد
دو تھک دینے والا ہوں۔ دولت دنیا کی سب سے بڑی طاقت ہے اور میں اس طاقت
کو حاصل کر رہا ہوں۔ اس مسئلے میں جبریہ مرد کوگی۔ میں نے تہیں دیکھتے
ہوئے سچا لکھا کہ تم سے شادی کرنے کے بعد میری قسمت بدل جائے گی۔ ویرلی بھی
آنکھوں سے جھپٹ کر دیکھنے لگی۔ چار سال کے عرصہ میں اس کی قسمت کا پانسہ پلٹ چکا
ہے۔ آج اس کے پاس لامحدود دولت اور لامحدود وقت ہے۔ اور اس کی شیطان
صفت ایک لمحے کے لئے بھی اسے ملنے نہیں ہونے دیتی۔ وہ اس وقت تک
دولت و قدرت کے دفاتر کھٹکے کر رہا ہے۔ وہ اب تک اسے موت نہیں آجائے گی۔

جاسوس (1.9)

شادی کے پہلے ہی سال اس نے دس لاکھ ڈالر سے زیادہ رقم حاصل کر لی تھی۔ میرے
کوئی خوشی نہیں ہوتی۔ کہنے لگا: جو کچھ بھی نہیں ہے۔ ممکن لگتا ہے۔ اب ہم بات
وہ سفر میں رہے ہیں۔ وہ دونوں احمقوں سے دولت ڈالنے میں ایک ایک ڈالر
خرچ کر گئے۔ تو سوا ڈالر کھینچ لیا ہے۔ مجھے اس کی حرکات و سکنات یاد نہیں۔ پھر بھی میں
کچھ نہیں کر سکتی۔ اس کی روح ناخت ہے جب کہ میری روح جھکتے غرورہ ہو
چکی ہے۔

اگر وہ مجھ سے یہ کہتی کہ اسے وائٹنڈل سے محبت ہو چکی تھی جس کی بنا پر اس نے
شادی کر لی اور اب ان کی محبت میں تعیناں گھل چکی تھیں، اس کی دہرے وہ وائٹنڈل
سے بڑا ہو چکی تھی تو میں اس کے ایک ایک لفظ پر اعتبار کر لیتا۔ لیکن دھوکے والی بہت
میرے سرخ سے پہنچے نہیں آ رہی تھی۔

”میں اس کی جیڑی نہیں اس کے سینے پر سہا ایک قندہ ہوں۔ اسے اپنا
شر بہ کہتے ہوتے تھے۔ مجھے تو شرم آتی ہے۔ اسے ابھی خراس وقت حاصل ہو رہا ہے
جب وہ مجھے اعلیٰ عہد پر لڑوں سے لڑا ہے۔ پچھلے مہینے جب میں نے اخباروں
میں یہ خبر پڑھی کہ تہادی بڑا لوگ کبھی بڑا ڈاکو نہیں ہیں بلکہ کھول رہی ہے اور
تہیں بڑا کمزور شخص کیا گیا ہے تو ایک لمحہ مجھے اپنی اور تہادی محبت یاد آئی۔ لیکن
ہے کہ اس کی ایک بڑی دہرے بھی رہی ہو کہ وائٹنڈل مجھ سے زیادہ دولت میں دیر
پائے تھے۔ اور اس کی توہمت کا کہ تہادی میری ذات نہیں ہے۔ بہر حال خیر
کریں ڈاکو کے پاس تھی۔ وہ مجھ سے خائف رہا ہے کہ میں اس کی شکایت وائٹنڈل
سے کر دوں۔ میں نے اس سے یہ کہا کہ میں اپنی پانی لکھنے کی خدمت کر رہا ہوں جس پر
اس نے کوئی میری بات مان لی۔ اور اس میں کچھ نہیں اس کا کوئی بندہ نہ کہ اسے
لوں کا کوئی شہر کھول دیا۔ پھر مجھے یہ معلوم ہو کہ وائٹنڈل بڑے سلسلے میں ہاں آ کر
تہیں نے ہاں کر میں بھی کھولنے چلے گی۔ وائٹنڈل اپنا کام انجام دے گا اور میں بھی
وائٹنڈل کے مدد سے شہر کی ایک کمرہ گی۔ میں نے ڈاکو سے یہ بھی کہہ دیا کہ میرا
کام تہیں نے مجھ پر کر دیا۔ اس نے کوٹ بدل کر اپنی ہاتھیں میرے گلے میں
ڈال دیں۔ تہیں نے شادی نہ کر کے میں نے تہیں کو تکلیف پہنچائی ہے ڈاکو کا
صاف کر دینا اور یہ سمجھنے کی کوشش کرنا کہ میں بالکل مجبور ہو چکی تھی۔“

میں نے بے بار سے اس کے گالوں کو عقب ہٹایا۔ اگرچہ میں آج تک تہیں
بولنے میں کامیاب نہیں ہو سکا ہوں۔ تہیں علم ہے، میں نے بھی شادی
کر لی ہے؟

”ڈاکو نے بتایا تھا۔ اس نے ملکی کسی آسپری و تہادی جیڑی ہے محبت کرتی
ہے۔ تاہم اس نے تہیں خوشحال دی ہیں۔ ہائیں؟“

”کبھی جیڑیاں اپنے شہر وں سے محبت کرتی ہیں اور نہیں خوشی دیتی ہے۔
”دیکھو ڈاکو! میں نے پوری ایسا ڈاکو سے نہیں کہی کہانی شادی اب
تم بھی ایسا ڈاکو سے یہ بتا دو کہ وہ تہیں خوش کر سکتی ہے؟“

”میں گورنر سرحد رہی ہے۔ دراصل ہم دونوں میں کئی قدر مشترک نہیں
ہے۔ تم اس سے فریڈنی کی دکان پر مل چکی ہو۔ وہ وہاں کیلنگر کی حیثیت
سے کام کرتی ہے۔“

”تو بڑا ڈاکو میری ہے کہا کیا وہ تہادی جیڑی ہے؟“

ڈاکو

تھیں وہ تو بڑی خوب صورت اور بڑی ہنس چکھی ہے۔ تمہاری شادی کو کتنا
عصر ہو گا میرے؟

تو سال۔ میں سمجھتا ہوں کہ میں نے اتنی بڑی غلطی نہیں کی ہے
تھیں اس سے محبت نہیں ہے؟
میں تم سے محبت کرتا ہوں؟

اس نے اپنا گال میرے گال پر رکھ دیا۔ تم نہیں جانتے کہ تمہارے منہ سے
یہ کی گئی تھی غرضی جاہل ہو رہی ہے۔ میرا خیال ہے کہ اب میں تمہارے بغیر زندہ
نہیں رہ سکتا ہوں گی۔

”اگر کشتہ شیب میں بھی جی عزت کا راز ہوں اب میں دوبارہ تمہیں کھوئے
کے لئے تیار نہیں ہوں۔ تمہی یاد ہو کہ میں کیا کرنا چاہتی تھی یا دینا تھا تمہیں طلاق
دینے پر راضی ہو جائے گا؟“

”میں سمجھتی تھی کہ تم میری عزت نہیں کر اس سے طلاق کے بارے میں ایک
لفظ بھی کہہ سکتی ہو اس کی آنکھوں سے آنسوؤں کے قطرے ٹپک پڑے۔ اگر اسے
یہ معلوم ہو گیا کہ میں تمہاری خاطر اسے چھوڑنا چاہتی ہوں تو خدا جانے وہ کیا اہمیت
ڈھلے۔“

”اس کے علاوہ کوئی چارہ کار بھی تو نہیں ہے، ولیری شے میں نے کہا۔ تم
بیسے تیار ہو کر مجھ سے محبت کرنی ہو تو اس میں دیکھو اسے کہہ دوں کہ مجھے تم سے محبت
ہے تاکہ وہ دونوں ہم دونوں کو طلاق دے دیں؟“

”میں تم سے کہہ چکی ہوں مگر وہ بڑا کینہ ہے۔ بڑا کینہ ہے، اس کے
چیلے دنیا بھر میں پھیلے ہوئے ہیں۔ وہ صرف انہیں چاہتا ہے اور چیلے اس
کی چاہتا ہے برفری عمل کر کے میں ایک بڑا بیک شخص مجھے اٹھ مار رہی تھی۔
اب وہ شخص کیا کیوں کے سہارے بیٹھا ہے، ایک برفری ادرا لائی لڑکی نے
دائیں لڑکی کو دیکھی کہ وہ اس پر بے چینی کا لڑا مگر اسے گی اس کا خیال تھا کہ
دائیں لڑکی اسے سمجھو تم دے دو کہ غلاموں کو دے گا۔ یہی ہمارا کہہ دوں لڑکی کے ایک
پہلے نے اس لڑکی کے چہرے پر تیراب کی پوری بول خالی کر دی اب وہ صرف
اندھ ہے بڑا دنیا کی سب سے بڑا بیک شکل والی مخلوق بن چکی ہے۔ بتاؤ اگر میں
نے اس سے طلاق کے لئے کہا تو اس بات کا امکان نہیں ہے کہ وہ یہیں کئی
زبردست نقصان پہنچا دے۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ وہ ہم دونوں کا قصہ بھی پاگ
کر دے۔“

”تیرا کیا مانتے؟“
”ایک طرف ہے؟“ ولیری نے کہا۔ میں دوروں سے مسلسل اسی کے بارے
میں سوچ رہا ہوں کہ میں اس پر عمل کیا مانتے کہ وہ تم مجھ سے جدا ہو سکے اور
مجھے تمہارے خزانے کا سامنا کرنا پڑے گا۔ یہ ایک ایسا عمل ہے کہ تم اپنی بیوی کے
ساتھ رہتے رہو گے اور میں دائیں لڑکی کی بیوی بنی رہوں گی؟“

”میں نے سوچا کہ ہو کر کہنا تھا کہ وہ عمل کیا ہے؟
”میں دائیں لڑکی کو مجبور کروں گی کہ وہ نہیں اپنے اہل گھر سے ملے تاکہ تم اس
کے مفروضہ کا انکشاف کر سکو۔ تمہاری حیثیت اور عزت و آبرو بیا ہو گا اور تمہاری کہ اندر

تمہارے لئے آفس کا انکشاف کر دیا جائے گا۔ جب کبھی وہ باہر جاتے گا ہم دونوں
بغیر غرضی کے خطر کے بل نہیں گئے۔
میں نے شے تیرا انداز میں اپنا سر ڈال دیا کیا یہ ضروری ہے کہ وہ تمہاری
بات مان لے؟

”دو روزہ کی بنا پر وہ ہنس غرضی راضی ہو جائے گا۔ پہلی صورت تو یہ ہے کہ
وہ ان غرضیات سے مجھ سے ملے گا جو اسے فیس کی صورت میں ڈیڑھ لاکھ کیسے کر دینا
پڑے ہیں اور دوسری وجہ ہے کہ میں صرف جو چاہوں گی۔ وہ مجھ سے برابر کہتا رہا
ہے کہ مجھے کوئی زندگی کا کام چاہیے؟ اس نے بڑے پلہ سے یہ لہذا نہ کہنا دیا اس
کی آنکھیں چمک اٹھیں تھیں۔ میں ایک بار مجھ سے ملنے کے لئے اس کے گھر گئی۔ یہ
درست ہے کہ میں بہت چمک اٹھی اور چرچا رہا پڑا کہ لایکھ کی ایک کہہ رہے ہیں دونوں
ایک دوسرے کی نظروں کے سامنے رہیں گے اور پھر ایسے مواقع بھی کرائیں گے
جب دائیں لڑکی کوئی روز کے سفر پر جاتے گا۔“

مجھے ابھی تک ولیری کے منصوبے پر شہر تھا مگر ساتھ ہی ساتھ مجھے اس
کی کامیابی کا امکان بھی نظر آ رہا تھا۔ ڈاکٹر لایا ہو گا؟
اس کے پاس ضرورت سے زیادہ کام ہے۔ حقیقت میں وہ بہت غرض
ہو گا کہ اسے سفر والے کام سے چھٹکارا حاصل ہو گیا ہے۔ یہ تو کوئی مسئلہ ہی نہیں
ہے۔“

”لاش اس پر عمل آدھی کیا جائے؟ میں نے آہستہ سے کہا۔
”عمل آدھ ہو گا اور ضرور ہو گا۔ ولیری نے بڑے سوشل سے کہا۔
”اس وقت تمہیں کتنی تھوڑی رہی ہے؟“
”میں نے اسے اپنی خواہ تانی۔“

”دائیں لڑکی اس سے دو گنی خواہ دے گا اور پھر بھی ایک ہی پر ضرر
ہوئے والی رقم کا بڑا حصہ سیکھے گا۔ غرضی کے دفینے کے ادانت میں کام کر دے گا اور
ہمیشہ وقت پر گھر پہنچ جائے گا۔ اس نے اپنے ہونٹوں سے میرے دھڑکنے
ساتھ کیا نہ ہو گا اور دائیں لڑکی کو ہمارے ہی محبت کا کوئی علم نہیں ہوئے گا۔
اور باطل بیوقوفوں کی طرح ایسے ولیری کی باتوں پر ایمان نہ آئے۔“

”مجھے یاد رہا کہ ہم نے خوب تعریف کی۔ میں سوئے سے تم مجھ سے ملے
جاتے اور دوسرے شام تک ولیری میرے کمرے میں رہتی۔ میں نے ولیری کی بات
مان لی تھی اور اس کے اہل گھر سے کہنے پر تیار ہو گیا تھا۔
چوتھے دن سرپرست کو جب ہم دونوں ایک دوسرے کے قریب بیٹھے ہوئے
تھے، ایک ایسی بات ہوئی جس نے مجھے بہت زیادہ حیرت زدہ کر دیا۔ اس نے بولنا
کا شہر گھر کو مجھ زیادہ خوب صورت نہیں تھا۔ ہم میرے زرد لکھ اس کی حیثیت ایک
ایسے شخص زیادہ گاہ تھی جہاں ہم نے اپنی زندگی کے بیش قیمت دن گزارے
تھے میں یہ سوچ رہا تھا کہ گھر لڑا تھا کہ مجھے ولیری کو مجھ پر جوڑا کہ اس جانا
پڑے گا۔ پھر یہاں تک ولیری نے اپنی لمبی لمبی آنکھوں سے میرے بازو کو بڑے دلچسپ
انداز میں پکڑ لیا۔ اس کے ناعون مجھے گشت میں اتنی سختی کے ساتھ ہانڈے کے گشت
میں اس کے کمرے سے منسوب۔ یہاں پہنچ کر نکل گئی۔

جاسوسی ۱۹ ڈاکٹر

میکر کہ رہی ہر دلیری؟ ہمیں لے پوری قوت سے اپنا بازو اڑا کر اٹانے ہرے گھانا۔

اس کی آنکھوں سے خوف چمک رہا تھا پورا جسم زرد ہو چکا تھا۔ ہونٹ لاپ رہے تھے۔ اودہ خود اس طرح لرز رہی تھی جیسے جان چڑھ گیا ہو۔
 وہ ظالم لگایا ہے؟ اس نے گھبراتے ہوئے پچھے میں کہا تو واپس لگایا ہے۔
 مجھے ہمیشہ اس کی بادی کا پتہ چل جاتا ہے۔ جب وہ آتا ہے تو یہاں... اس نے دل پر ہاتھ رکھ لیا تو یہاں شدید تپ کا درد ہونے لگتا ہے؟
 ابھی کیسے اگلتا ہے۔ ابھی تو چار بجیں نہیں بچے ہیں۔ رابرٹ نے کہا تھا کہ وہ اٹھ بچے سے پہلے واپس نہیں آسکتا؟

میں کہتی ہوں کہ وہ آچکا ہے۔ وہ میری دونوں آنکھوں سے میسر ہو چکا ہے۔
 وہ میری ہونٹوں کو میرے دل میں درد ہوا ہے؟

تیر کو خوف مست عزت میں نے اسے دلاسا دیا ماس کے واپس آئے ہیں
 ابھی بہت دیر ہے؟

آخر تم میری بات کو نہیں مانتے اپنے جاؤ اور جا کر اسے راستے ہی میں روک لو تاکہ میں اپنے گھر میں پہنچ جاؤں؟

میں باور دل خواستہ گھر سے باہر نکلا۔ میں سمجھ رہا تھا کہ دلیری کا خوف بالکل بے بنیاد ہے۔ رابرٹ نے بتایا تھا کہ ڈائٹل سانا روزانہ ایک ٹکڑا کھل میں ماؤنٹینز کا ڈور لپیٹ لگتا ہے۔ بہت سی طویل اور تنکا دینے والا ہے۔ اگر اس نے جلد سے جلد واپس ہونے کی کوشش کی، تب بھی آٹھ بج جائیں گے۔
 میں لفٹ کے ذریعہ پہنچے تھا اور پھر یہ دیکھ کر حیران و شگفتہ رہ گیا کہ ڈائٹل استیبلر کے ڈیک پر کھڑا ہوا اپنی ڈاک وصول کر رہا تھا۔

مجھے دیکھ کر اس نے اشارے سے اپنے پاس بلایا۔ تہا میری سرور و تقریر کیجی رہی؟ اس نے کہا میں سے خیال میں تم لوگوں کو زیادہ لطف نہیں آیا ہوگا میں نے اس سے پہلے ہی کہہ دیا تھا کہ میں بہت زیادہ گرمی پڑتی ہے۔ لیکن وہ اتنی مندی ہے کہ اس نے میری ایک بات بھی نہیں مانی۔ اب وہ گھر سے میں بڑی ہوتی سست رہی ہوگی اور اس وقت کو کوس رہی ہوگی، جب اس نے یہاں آئے گا پر درگم بنایا تھا؟

وہ ڈاک کے غلاف کو چمک کر لے نکلا۔ میں نے کوشش کی کہ اس کی اس میں اس غلاف میں میری زبان نے میرا منہ نہیں دبا دی عقل سے میرے منہ سے صرف ایک جملہ ادا ہو گیا۔ ہلائی ہوئی ہے؟

اس نے اپنی ہونٹ چھوئی آنکھوں سے مجھے دیکھا اور فوراً دوبارہ غلاف دیکھنے لگا۔ اس کی سرخ ہونے آؤ نیچے میں چلا ہے۔ ہر چیز کا اظہام آہی کہ کرنا ہوگا۔ خیال رہے کہ کوئی ایسا شخص جس سے ہادی خراسی بھی خدمت کی ہو چکے ہے محروم نہ رہا جائے۔ سامان کا خیال بھی رکھنا۔ پھر اس نے سب سے فوٹوں کی گڈی نکال کر میرے آٹھ میں سمٹا دی۔ اپنی خدمات کے پھلے میں میری جانب سے وہ ہزار ڈالر ہدیہ قبول کر۔ فون پر میری ہدیہ نے بتایا تھا کہ تم نے اس کا بہت فیصلہ رکھا ہے؟

شکر میٹر ڈائٹل؟

وہ نکلا ہوا لفٹ کی طرف چلا گیا۔ مجھے یقین تھا کہ اس عرصہ میں دلیری با آسانی اپنے گھر سے نکل پھری تھی۔ مجھے اس کی کوئی لگ نہیں تھی بلکہ حیرت تھی کہ وہ اسی وقت آئے؟ اس کے دل میں ایسا کچھ درد ہونے لگا تھا اور اس نے کہا تھا کہ جب وہ واپس آئے تو میری ساری طرح مجھے شدید تکلیف ہوتی ہے۔ میں نے جیسے کہیا میں میں نیک و بد دونوں کے بارے میں پوچھا تھا۔ لیکن متعین کے غیبت سے زیادہ انہیں کوئی اہمیت نہیں دی تھی۔ مراد ظالم علی میں جب میں نے باور دلا تھا کہ کیا تھا، اس وقت میں نے یہ بھی پوچھا تھا کہ شیطان انسانوں کا دشمن ہے۔ اور اس کی ہر لگن کو کشش ہے۔ ہر لگن کے شر انسان کو تباہ کر دیتا ہے۔ دلیری کا کہا تھا کہ ڈائٹل بذات خود شیطان ہے۔

اس قسم کی باتیں سنا ہوا میں چمک رہی تھی۔ باور دلا گیا کہ میری کی شدت میں ابھی تک کوئی کمی نہیں ہوئی تھی۔ اودہ صحرایی عقیدے کے پیرو تھے۔ ہر معنی مجھے خیال آیا کہ روبرٹ اس کے کوئی تحفہ لے چلا۔ ایک دکان پر مجھے سناپ کی کھال والی اور صدف کی سیلٹ نظر آئی تھی۔ میں نے یہ سوچ کر غریب لگا کہ روبرٹ اسے کیا بہت خوش ہوگی۔

جہاں آئے میں سمجھ دیتی تھی۔ مراد اور مراد ڈائٹل دی آئی، اپنی لائن میں بیٹھے ہوئے تھے۔ میں یہ معلوم کرنے کے لئے کہ انہیں کی چیز کی ضرورت تو نہیں ہے۔ ان کے پاس چلا گیا۔ دلیری کیسے آتا دیکھ کر وہاں سے اٹھ گئی۔

"میری ہدیہ کی رائے ہے کہ میں تمہیں اپنے ان غلام رکھلوں؟ ڈائٹل نے مجھے اپنے پاس بیٹھنے کا اشارہ کرتے ہوئے بتایا۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس کی رائے میں بڑا بدن ہے۔ اس طرح میں اچھی رقم پکاول گا۔ میرا اصول یہ ہے کہ اگر تم بند پکاول ڈالر خود بخود تہا میری جھولی میں آگیاں گے۔ میں تمہیں تہا میری اینجینی کے متعلق ہے۔ کوئی تنخواہ کی پیشکش کرنا ہوں۔

اور ایک ہفتے کا وقت دیا ہوں۔ اس عرصہ میں تم با آسانی اپنی اینجینی سے متعلق دے سکتے ہو۔ میری ہدیہ کوئی ہے کہ اگر تم نے اسے ملنا ملازمت کر لی تو وہ تہا راتہ رات بنائے گی۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ تہا میری خیال ہے کیوں کہ اگر تمہارے پاس نہ ہوتے تو میری ہدیہ پر میری ہدیہ ہوتی ہے۔ اور اس کو اس میں پکاول لگاؤ اور جملہ ہے۔ نہیں کوئی اعتراض نہ ہو تو میرے وکیل سے مل کر معاہدے کے کاغذات پر دستخط کر دینا اور کسی قسم کا شہرہ جو میری ہدیہ سے مل کر دور کر دیتا؟

جہاں گیا اور غصہ ہی ہی دیر بعد ہم لوگ بڑا ڈنسر کی کی جانب پروا کرنے لگے۔ اگلے چند روز میرے لئے بہت اہم تھے۔ مجھے اس بات کا خاص خیال رکھنا تھا کہ روبرٹ کو دلیری کا پتہ نہ چلنے پائے۔ اودہ صرف یہی سمجھتی رہے کہ میں نے شخص اچھی تنخواہ کی وجہ سے اینجینی کی ملازمت چھوڑ دی ہے۔

گھر پر تہا میری ترقی کے مطابق پورے گھر میں کوڑا کرکٹ بکرا ہوا تھا۔ رات کو جب بھی ناراض ہوتی تھی، گھر کی صفائی کرنا چھوڑ دیتی تھی۔ اب گھر کی حالت دیکھ کر پورا ہزارہ ٹکانا کچھ کچھ نہیں تھا کہ وہ ابھی تک مجھ سے ناراض ہے۔

گھر پہنچے تھے تقریباً نصف گھنٹے بعد رہوڑا بھی آگئی : ہوتا اس نے مجھے دیکھ کر کہا تباہ ہو کر رہا ؟
 میں نے کوئی جواب دینے کے بجائے سادگی کی کمال مالی سیٹ نکال کر اس کے سوا لے کر دی تباہ سے لے کر آیا ہوں :
 اس نے اس پلٹ کر بلیک کو دیکھا اور فرما ہی اس میں غلطی ہو موند
 نکال : یہ سیٹ میرے ساتھ کی نہیں ہے : اس نے کہا : اور مجھے اس کی ضرورت بھی نہیں ہے :
 میں نے کہا : مجھے شدید ہرک لگ رہی ہے ۔ کھانے کے لئے کچھ برتنوں سے آؤ :

”گھر میں کھانے پینے کی کوئی چیز نہیں ہے ۔ اگر مجھے پہلے سے علم ہوتا تو کوئی نہ کوئی انتظام کر لیتیں جیو انھیں کافی ہاؤس سے کچھ کھلا دوں :“
 کافی ہاؤس میں پہنچ کر اس نے میرے لیے سینڈوچ لانے کا آرڈر دیا پھر مجھے سے مخاطب ہو کر بولی : ”اس بد معاش سمر وائٹیل کے ساتھ تمھارا وقت کیسا گذر رہا ہے تم کو اسے دیکھتے ہی ہوش و حواس کھینچے ہو گئے ؟“
 ”میں نے یہ سن کر بڑی نا امیدی ہو گئی کہ نہیں نے ہوش و حواس کھوئے اور وہ مجھے دیکھ کر پھر پرفریت ہو گئی :“
 ”چہ بچہ ! انھیں یہ بات تو تسلیم کر لی لینا چاہیے کہ وہ بد معاش بد صورت نہیں ہے :“
 ”ہاں ۔ یہ بات تسلیم کرنا ہوں :“
 ”اور کیا تم یہ بھی تسلیم کرنے ہو کہ اس بد معاش نے انھیں اپنے بستر پر آنے کی دعوت نہیں دی ؟“

”دیکھو سنی ! میں نے کہا : میں انھیں ایک خوشخبری سنانا چاہتا ہوں مگر تم فضول باتیں کر کے مجھے کچھ بولنے ہی نہیں دیتیں ۔ تم نے مجھ کو اتنا ترسوا کر کیوں سمجھ لیا ہے ؟“
 خوشخبری کے لفظ پر وہ خاموش ہو گئی اور سوا لیا انداز میں میرا چہرہ سننے لگی ۔

”پہلے مجھے یقین دلاؤ کہ اب تم سمر وائٹیل کے ہاؤس میں احمقانہ گفتگو نہیں کرو گے ؟“
 ”مجھے کیا پڑی ہے کہ بد معاش عورتوں کی باتیں کروں ! اس نے کہا : خوشخبری سننا :“
 ”خوشخبری یہ ہے کہ سمر وائٹیل نے مجھے میری موجودہ تنخواہ سے دو گنی تنخواہ پر اپنے ہاں ملازمت کی پیشکش کی ہے اور میں نے اسے قبول کر لیا ہے :“
 اس کی آنکھیں جیسے سے چل گئیں : ”تم ٹریو لنک ایکسی کی چھوڑ دو گے ؟“

”انتہی بڑی تنخواہ پر ٹریو لنک ایکسی ہی نہیں بہت سی چیزیں بھی چھوڑی جاسکتی ہے : میں نے کہا : زندگی میں اتنے سہرے مواقع بہت ہی کم حاصل ہوتے ہیں :“
 ”تمھاری پیشکش کا کیا ہو گا ؟ تم برسوں سے ایکسی میں ملازم ہو رہے

میرے خیال میں پرانی ملازمت چھوڑنا مناسب نہیں ۔ فرض کرو : وائٹیل کا چاہا کہ انتقال ہو جائے تو تم کیا کرو گے ؟ کہاں جاؤ گے ؟“
 ”میری کل محبت میں میں نے اپنی اہم بات کی طرف کوئی دھیان ہی نہیں دیا تھا میں رہوڑا کو یہ بھی نہیں بتا سکتا تھا کہ وائٹیل کی پیشکش قبول کرنے کا اصل سبب کیا ہے ؟“
 ”تم غلط نہ رہو ۔ ابھی اس کی موت کا وقت قریب نہیں آیا ہے اور اس نے مجھے معقول پیشکش دینے کا بھی وعدہ کیا ہے :“
 ”میرا کیا ہو گا ؟“ اس نے پوچھا : ”میں دکان پر کیسے آجا سکوں گی ؟“
 ”وہ مجھے دیکھ کر تنخواہ دے رہا ہے ۔ نصف تنخواہ پر اگر میں انھیں قسطوں پر کار خرید دوں گا :“

اس کی آنکھیں چلنے لگیں : ”سچ ؟“
 ”ہاں ۔ یہ ایک مرد کا وعدہ ہے :“
 ”لیکن کتنے ہیں کوئی پرانی کار انہیں لوں گی انھیں نئی آکسٹن پور یا ٹویڑا لے کر دینا ہوگی :“
 ”جیسی کار چاہو پسند کر لیتا :“
 کار کے وعدے پر وہ اتنی خوش ہوئی کہ اس نے مزید کوئی اعتراض نہیں کیا تاہم رات کو وہی وہی پر ایک فلم دیکھنے کے بعد جب ہندوؤں سے ملنے کے لیے بستر پر پہنچے تو اس نے پوچھا : ”اس بد معاش کے ساتھ تم خوب تفریق کرو گے :“
 ”کس کے ساتھ ؟“
 ”بد معاش سمر وائٹیل کے ساتھ :“

”تمھارا خیال غلط ہے : میں نے سمجھا تھا : جہاں تک مجھے معلوم ہوا ہے سمر وائٹیل کا زیادہ وقت سفر میں گذرتا ہے ۔ شہر میں وہ لوگ بہت کم قیام کرتے ہیں :“
 ”اوہ !“ اس نے کہا اور بستر پر بیٹھتے ہوئے لائٹ آن کر دی : ”تم انہیں جانتے کئے تھے : اب میرا یہ ہفتہ کئی صدیوں پر محیط ہو گیا تھا :“

پہلے دن دوسرے دن اپنے ہیڈ آفس کو وائٹیل کی پیشکش کے بارے میں مطلع کیا : وہیں انھیں چھوڑتے ہوئے افسوس ہو گا ۔ وائٹیل آج یہاں پہنچ چکے ہیں اور جا سکتا ہے ۔ پھر بھی اگر تم یہ سمجھتے ہو کہ اس کے پاس جا کر تفریق کر سکتے ہو تو وہیں کوئی اعتراض نہیں ۔ ہمارے دروازے کھلے لیے ہر وقت کھلے دیں گے ۔ اگر کسی وقت یہ سکس کرو کہ وائٹیل کا کام تمھارے من کا نہیں ہے ؟ خاموشی سے ہمارے ہاں واپس آجانا :“

ہیڈ آفس کا جواب میری توقعات سے کہیں زیادہ بڑھ چڑھ کر تھا ۔ تیسرے دن میں نے وائٹیل کے وکیل کے پاس جا کر معاہدے پر دستخط کر لیے ۔ معاہدے تین سال کا تھا اور یہ طے کیا گیا تھا کہ میری تنخواہ میں ہر سال معقول اضافہ کیا جائے گا اور ہر چھ مہینے بعد مجھے دس لاکھ کے

اس کے علاوہ ایک شرط یہ بھی تھی کہ مقررہ مدت سے قبل اگر میں نے ملازمت چھوڑنے یا وائیٹل کرنے سے علیحدہ کرنے کی کوشش کی تو تین مہینے پہلے نوٹس دینا ضروری ہوگا۔

پچھتے روز درمیا کوئی آسٹن کو پر لگئی۔ کار حاصل کر کے وہ اتنی خوش تھی کہ اگر میں اس کے کسی عزیز کو قتل بھی کرنا تو وہ ہنسی خوشی مجھے معاف کر دیتی۔

تیسری سے گزرتا ہوا وقت رینگتا ہوا محسوس ہو رہا تھا اور میں ویلیری سے ملنے کے لیے بڑی سی جینی کے ساتھ تڑپ رہا تھا۔

سینئر کیج کو ڈائریجھ سے ملاقات کرنے آیا۔ گھر میں بھاری آفس کے لیے کہ ٹھیک کر دیا گیا ہے۔ پھر میرے روز سے ٹھیک سفر کے لئے انتظامات

سنبھال لینا نہیں۔ کام اتنا زیادہ ہے کہ تم شنگ کی تھی کی طرح مصروف ہو جاؤ گے۔ ٹھیک سہاڑھانے کی فرصت تک میں مل سکے گی۔ اپنے ساتھ اصرار کو

سکون پہنچانے والی بہت سی گولیاں بھی لیتے آتا۔ پھر سکرٹا ہوا وہ میری میز کے کونے پر بیٹھ گیا۔ کچھ میں نہیں آتا تو تم کہیں کا کام کیوں چھوڑ رہے ہو؟

یہاں تم کو رہنے پاس ہو جیسا کہ ٹھیک کرنے کے ہاں ہر شخص تھا۔ راس ہر گاہ وہ دینا نہ میرے کانوں کے پاس لے آیا اور بڑے زار دارانہ لہجے میں کہنے لگا۔

”ٹھیکنے کی بڑی سے ہر شب یاد رہنا۔ وہ جتنی خوبصورت ہے اتنی ہی خطرناک بھی ہے۔ میں نے اس جیسی عورت کو آج تک نہیں دیکھی۔ چل میں ماشروپ میں رہی۔

ایک ہی دن میں وہ ٹھیک خوش و خرم بھی نظر نہ آئی۔ سو ڈی بھی اور غضب ناک بھی۔ کبھی بھی تو وہ چھوٹے بچوں کی طرح ہلک ہلک کر کھڑے ہوتی ہے اور باغیاں

بات باتوں کسی سے ڈر کر مت کرنا۔ ٹھیکنے نے پٹرینلینڈ کے سفیر کی دعوت کی تھی۔ میں اور ٹھیکنے کی بڑی موزوں مہمانوں کی فرصت تیار کر رہے تھے۔ اتفاق سے میں ایک مہمان کا نام بھول گیا۔ ٹھیکنے کی بڑی کو بھی اس کا نام یاد نہیں آیا۔

پھر میں اس وقت جبکہ دعوت ناموں کے لٹاؤں پر مہمانوں کے نام دہتے تحریر کیے جا رہے تھے، مجھے اس مہمان کا نام یاد آ گیا۔ میں نے خوشی سے اپنا ہاتھ

اس کے چہرے کے سامنے لہراتے ہوئے مہمان کا نام اسے بتایا کہ نام ٹھیکنے کے بھائی ہے وہ بالکل بے حس و حرکت بیٹلی کی بیٹی رہ گئی اور اس کی آنکھیں پتھرا

گئیں۔ میں نے ایک نائٹ کلب میں مسرزم کا کتب دیکھا تھا۔ مجھے شبہ ہوا کہ میں ہاتھ ملانے سے اس پر مسرزم کا اثر تو نہیں ہو گیا ہے۔ تب میں نے

ناعط کلب کے کتب کو ڈن میں رکھتے ہوئے اس کے چہرے کے سامنے دو ہتھ پانا ہاتھ ملایا اور لگے ہی مجھے وہ کوششیں آگئی حیرت کی بات یہ ہے

کہ کوشش میں آئے کے بعد اسے اپنی حالت کے بدلنے میں ایک بات کا بھی علم نہیں تھا۔ اس نے سونے کا سگریٹ کیس نکال کر میری طرف بڑھایا۔ کو

سگریٹ پھر۔

”شکر بڑا“ میں نے ایک سگریٹ لیتے ہوئے کہا۔ میری جتنی الامکان کوشش یہ تھی کہ اسے میرے چہرے کے تنازعات سے کسی قسم کا شہ نہ کہنے پائے۔

”بعد میں یہ مت کہنا کہ میں نے ٹھیک پہلے سے ہر شب یاد رہنا کر دیا“

تھا۔ وہ ہرگز ٹھیکنے کی بیوی کے سامنے اس وقت تک ہاتھ نہ بلانا جب تک تو اسے اپنا غلام نہ بنانا چاہا۔ لیکن ٹھیکنے کی موجودگی میں اسے غلام بنانے کی کوشش بھی محنت کرنا پڑی۔ ہاتھ پر سے ہاتھ دھو بیٹھو گے۔

”معاف کرنا ڈاکٹر“ میں نے کہا۔ ”آج مجھے یہاں کا چارج دینا ہے۔“

”تب تو یہاں بیٹھ کر تین ڈاکٹر لے سو رہے۔“ وہ میرے کچے کود گیا۔

”ہاں ایک بات اور ہے۔ ٹھیکنا ہفتے میں سات دن کام کرتا ہے۔ آئندہ چوتھی کا تصور بھی مت کرنا۔ میں بھی جیسی سے محروم ہوں۔“

میرے پاس اتنا وقت نہیں تھا کہ ان باتوں کے بدلے میں جوڑا کرنے ویلیری کے مشتاق بنائی تھیں۔ غور کرتا۔ ڈاکٹر کے جانے ہی چارج لینے کے لیے

اوسن آگیا۔ میں ایک بجے چارج لے کر فنانس ہوا تو مناسب سمجھا کہ اوسن اور فریڈ سے کہنے اور ہڑا کے ساتھ اوسن کی بی بی پر نوکریوں۔

بچ کے بعد ہڑا اپنی دکان اور اوسن اور فریڈ سے انجینیٹی چلے گئے۔

تھوڑی دیر پہلے میں جتنا عرصہ فرصت تھا اب اتنی ہی میرے پاس فرصت تھی۔ وقت تھا کہ کالے ٹریس کٹ رہا تھا۔ آخر میں میں نے لیکسلا کی تھوڑی

دیر کے لیے گولف کلب میں ہواؤں۔

کلب میں امریکن ایکسپرس کے جوائے نے ہتھ پڑے ہوئے میرا استقبال کیا۔ ”آفرم مجھ سے ملانے کے لیے آئی گئے۔“

میرے ذہن پر استیلا بوجھ تھا کہ گولف کا ایک راؤنڈ بھی ڈھنگ سے نہ کھیل سکا۔ جوائے نے میری حالت دیکھتے ہوئے کھیل بند کر دیا اور میرا ہاتھ

پکڑ کر کلب کے باہر لے گیا۔

”کیا بات ہے؟“ اس نے پوچھا۔ ”بڑے پریشان نظر آ رہے ہو۔“

معلوم ہوتا ہے کہ وائیٹل کا اکاؤنٹ کھولنے ہی تم پر پریشانیوں کوٹ پڑی ہیں۔ ڈائریٹنگ کر رہا ہوگا۔“

”یہ بات نہیں ہے۔“ میں نے کہا۔ ”آج ٹریولنگ انجینیٹی میں میرا آخری دن تھا۔ میں نے وہاں سے اسٹےفے کو وائیٹل کے ہاں ملازمت

کر لی ہے۔“

میں نے محسوس کیا کہ اس اطلاع سے اسے دکھ پہنچا ہے۔ مجھے تم سے اس حماقت کی توقع نہیں تھی۔ میرا یہ کام تو نہیں ہے کہ خواہ مخواہ دوسروں

کے معاملات میں ناگاہک ڈاکٹر چھوڑ دوں۔ پھر یہ کہ بے خبری میں رہ سکتا کہ اگر کبھی مجھے کی دوسری جگہ ملازمت کرنی پڑی تو وائیٹل دینا کا سبب آخری انسان ہو گا جس کے پاس ہر طرف سے نااہل ہونے کے بعد میں ہواؤں گا۔

”ہو سکتا ہے وائیٹل کوئی اچھا شخص نہ ہو۔“ میں نے کہا۔ ”یہ کتنی خواہ

اچھی ہے اور میں بھی کیا سائیت سے آگیا گیا ہوں۔“

”مگر تم زیادہ دنوں تک وائیٹل کے ساتھ نہیں رہ سکو گے۔ اپنے

ارد گرد اس نے دولت کا جوا بنا کر چلایا ہے اس سے ٹھکنے کے بجائے پھرتے

رہتے ہیں۔ یقین کر داس کا اکاؤنٹ تم ہونے کے بعد مجھے چین کی نیند سونا

نصیب ہو رہا ہے۔ کبھی بھی تو مجھے یہ احساس ہوتا ہے کہ وائیٹل ایسے طوفان بلایز

کا شکار ہونے والا ہے جو اسے تہہ وبالا کر کے رکھ دے گا؟

”یہ محض ہتھارا احساس ہے یا اس کی ملاقات میں کوئی حساس سبب بھی ہے؟“

”کوئی خاص سبب نہیں لیکن لوگ اس قسم کی پرمیگوئیاں کرتے ہیں اور میں جانتا ہوں کہ جب تک آگ نہ لگے، دھواں نہیں پھیلتا۔“ اس نے جادوئی طرف اس طرح نظر دوڑائی جیسے یہ معلوم کرنا چاہ رہا ہو کہ کہیں کوئی شخص اس کی باتیں تو نہیں کر رہا ہے؟ مجھے یہ پہلا ہے کہ جن ہنگاموں میں اس کا اکاؤنٹ ہے، انھوں نے چھ مہینے کے لیے قرض دینے کے بجائے دس ایک مہینے کے وعدے پر قرض دینے کا فیصلہ کر لیا ہے۔ یہ بات بھی مزہ سے لگی اور لازمی نتیجہ یہ ہو گا کہ وہ تمام افراد کا رھنا اور کامیاب ہو چکا ہو گا۔ اس نے قرض دیتے ہیں، اپنا اکاؤنٹ نہیں لگے۔ وائٹل ہتھارے کا جلدیابیر ٹریڈنگ کمپنی بھی اس کا اکاؤنٹ ختم کر دے گی۔ ایسی صورت میں اس کے لیے یہی مناسب تھا کہ وہ قرض دینے اور تجربہ کار شخص کو اپنے منہ سے انتظامات کے لیے ملازم رکھ لے۔ کچھ اور نہ تو بے بسی و کنبہ کی پیشین گوئی اور ان کی سے توجہ ہی جانتے تھے۔“

مجھے قطعی علم نہیں تھا کہ وائٹل ہنگاموں نے کیا لے کیا ہے۔ یہ تو محض ویدلی کی تجویز تھی جو کنگ وائٹل جانتا تھا کہ ٹریڈنگ کمپنی چھ ماہ کی مراعات ختم کر دے گی اس لیے اس نے کسی چوں و چرا کے بغیر ویدلی کی تجویز مان لی۔

”میں بہر صورت محفوظ ہوں۔“ میں نے کہا۔ ”ہیڈ آفس نے کہا ہے کہ کمپنی کے دروازے ہمیشہ میرے لیے کھلے رہیں گے۔“

”میری دیکھا ہے کہ شخص پریشانیوں سے دوچار نہ ہونا پڑے۔“ وہ بولا۔

”اب مجھے اجازت دو ورنہ میری میری کھال ادھیڑو سے گی۔“

کھستے واپس ہوتے ہوئے میرے قدم خود بخود چپک لائبریری کے پاس لڑک گئے۔

”مجھے بہت اہم پر ایک ٹھوس کتاب کی ضرورت ہے۔“ میں نے اندر جا کر لائبریری سے کہا۔

لائبریری ان انسائیکلو پیڈیا کی جلد اٹھا لائی۔ ”ٹھوس معلومات کے لیے اس سے اچھی کوئی دوسری کتاب نہیں ہے۔“

انسائیکلو پیڈیا سے مجھے واقعی بڑی دلچسپ اور اہم باتیں معلوم ہوئیں۔ کتاب کی اختراع کے مطابق مردوں کے مقابلے میں عورتوں کو بہت جلدی اور بہت آسانی سے پہننا ماننا کیا جا سکتا تھا۔ پہننا لائبریری کوئی عورتوں سے ختم کام کرنے جا سکتے تھے اور اگر ان سے یہ کہہ دیا جائے کہ وہ بہت بھول جاتی ہیں تو بہت کم ہنس میں اس کے بعد انھیں کچھ بھی یاد نہیں رہتا تھا۔ اس ضمن میں سب سے اہم بات یہ تھی کہ اگر کوئی نا تجربہ کار شخص کسی عورت کو پہننا ماننا کرے تو بہر صورت اس کے لیے نقصان دہ ثابت ہو سکتا تھا جبکہ مرد کے لیے اتنا نقصان دہ نہیں تھا۔

میں نے اس تشویش کو مارا بار پڑھا۔ ویدلی یقیناً وائٹل کی مصولی جی ہوئی تھی اور وہ اسے اپنے اشاروں پر غیار تھا۔ مجھے یہ توقع تو نہیں تھی کہ میں ویدلی جی سے مصوم لڑکی کو کھڑے کی صفت دلے وائٹل کے چپک سے آواز دے گا کہ میں کامیاب ہو جاؤں گا پھر میری باتیں ہی دل میں یہ طے کر لیا کہ مجھ سے بس حد تک ممکن ہو سکے گا، ویدلی کی مدد کو اس کا اور برابر اس فکر میں لگا رہوں گا کہ ویدلی کو وائٹل کی تہہ سے کس طرح رہائی دلائی جا سکتی ہے۔ میں نے ویدلی سے محبت کی تھی۔ آج بھی وہ میرے دل میں بسی ہوئی تھی اور میں اس کے لیے بڑی سے بڑی قربانی دینے کی تیار تھا۔

لائبریری سے فارغ ہو کر گھر پہنچا تو شام ہو چکی تھی اور سردی گھر پر موجود تھی۔

”اسی بد معاشر عورت سے مل کر کہہ دو کہ اس نے مجھ کی کتنی ہی پوچھا۔“

”دیکھو رہو؟“ میں نے بڑے پیار سے اسے بھاننے کی کوشش کی۔ ”آئینہ سے سرو وائٹل کو بد معاشر عورت مت کہنا۔“

”بد معاشر کو بد معاشر ہی کہا جائے۔“ بھاننے کی اعتراض ہے؟

میں باہت بڑھا نا نہیں چاہتا تھا۔ کسی شریف عورت کو گالیاں دینے کو اگر بھاری انکو تنگ کرنا چاہتی ہے تو یہ شک اسے بد معاشر کہتی رہو۔

”اسے علم ہے کہ میں بھاری جی ہوں؟“

میں نے کوئی جواب نہیں دیا اور بالکل پوری کرسیوں کی طرف بڑھا۔

”وہ میری گاہک ہے۔“ وہ کان پر لٹی رہی ہے۔ ”رہو لٹا کما تم نے۔“

اسے میرے بارے میں کچھ بتایا یا نہیں؟

”نہیں۔“

”اگر اسے معلوم ہو جائے کہ میں بھاری جی ہوں تو شاید وہ مجھ سے بھاننے سے باز آجائی۔“

”کبھی اس سے ملاقات ہوئی تو میں اسے بتا دوں گا کہ میری جی ہوتی ہے۔“

”کبھی ملاقات ہوئی ہے تو روزانہ اس سے ملو گے؟ روزانہ سے دیکھو گے کبھی ملاقات ہونے سے تمھارا کیا مطلب ہے؟“

”غالباً میں تمھیں بتا چکا ہوں کہ کونسا وہ سفری پر رہتی ہے۔“

رہو لٹا اس پر بڑی بھاری تھی۔ میں یہ بات بڑی یاموں کی ہے۔

ڈرائنگ روم میں ٹیلیفون کی گھنٹی بج رہی تھی۔ ہم دونوں کو سوسے ہوئے بشکل چند ہی منٹ ہوئے تھے۔ ٹی وی پر فلم دیکھنے کے بعد رات گئے ہم سو گئے تھے۔ ابھی صبح ہونے میں دیر تھی میں نے آنکھیں میٹھا کر گلیاں دیتے ہوئے باقی بڑھا کر لپٹا لی کہ کیا اور بڑھنے نیچے آگیا۔

”ہم جن میں ڈونوفون کو نہ دھووانے کو ٹ بدل کر کہا۔“ رائگ نمبر ہو گا۔ گھنٹی بجنے دو۔“

ٹریڈنگ کمپنی میں برسوں تک کام کرنے کے باعث میں ٹیلیفون کا غلام بن کر رہ گیا تھا۔ سب کچھ نظر انداز کرنا تھا لیکن کسی حال میں بھی فون

کی جھٹکی نظر انداز نہیں کر سکتا تھا۔

ڈرائنگ روم میں جا کر میں نے سپرد اٹھایا تو دوسری جانب سے آواز آئی۔ ”سلیو۔ یہ تم ہو گئے؟“

میں نے وائٹیل کی چوہے سی آواز پہچان لی۔ ”ہاں کیا میں مسٹر وائٹیل سے مخاطب ہوں؟“

”دیکھو، اگلے صبح... میرا مطلب ہے آج صبح ساڑھے نو بجے مجھے انتہائی ضروری کام سے سان سلویڈور کو بھجنا ہے۔ میرے لیے پرواز کا انتظام کرو اور مجھے اطلاع دو“ اس نے کہا اور سپرور رکھ دیا۔

کئی عرصے تک میں ٹیلیفون کے رسیور کو اپنے کاتھ میں لیٹے ہوئے اسے گھونٹتا رہا۔ پھر آہستہ آہستہ میں نے اسے کرڈیل پر رکھ دیا۔ رسیور رکھ کر دست و پاچ پر نظر ڈالی رات کے سوا میں بجے تھے۔

پچھلے دنوں جب میں نے سان سلویڈور کے سفر کا انتظام کیا تھا اس وقت وہاں جانے والی ساری پروازوں کا حائزہ لیا تھا چنانچہ مجھے اچھی طرح یاد تھا کہ ایک پرواز بھی ایسی نہیں ہے جو وائٹیل کو ساڑھے نو بجے تک ہاں پہنچا سکے۔ میں نے سوچا کہ وائٹیل کو فون کر کے یہ بات یادوں کو فروزا ہی مجھے یاد آگیا کہ بارہ بجے رات سے پیر کا دن شروع ہو چکا ہے اور میں باقاعدہ اس کا ملازم بن گیا ہوں۔

وائٹیل نے کہا تھا کہ وہ ساڑھے نو بجے تک سان سلویڈور پہنچ جانا چاہتا ہے اور میں جانتا تھا کہ اگرچہ ایسی کوئی پرواز نہیں ہے پھر بھی اسے وقت پر روانہ کیا جا سکتا ہے۔

میں نے فوراً ہی فلوریڈا کی ایئر لائن پر سوس کو فون کیا۔ انھوں نے بتایا کہ عام پروازوں کے مقابلے میں چار گنا کرانے کے گاؤں ایئر لائن کی ٹھیک پرے ملت ہے۔ وائٹیل کو اسے کروادنا ہو جائے گا۔

”اوکے“ میں نے کہا۔ ایئر لائن تیار رکھو۔ پندرہ منٹ کے اندر میں تھیں دوبارہ فون کر کے مطلع کر دوں گا۔

ایئر لائن کا انتظام کر کے میں نے وائٹیل کو فون کیا۔ اس صبحے آدمی کے لیے جو کروڑوں میں کھینٹا تھا ایئر لائن کی کارپوریٹ کے شریبے سے زیادہ قیمتی نہیں تھا۔

”یکے“ اس نے تعریف کے طور پر مجھ سے کہا۔ ”میری توقعات سے زیادہ تم نے صلاحیتیں موجود ہیں۔ میں ہی دیکھنا چاہتا تھا کہ تو اپنے فرض کی بجائے کسی حد تک کیسے ہے۔ ایئر لائن کی سروس کو اطلاع دے دو کہ میں ساڑھے چھ بجے تک ہوائی اڈے پہنچ جاؤں گا۔“

مجھے امید تھی کہ نئے دفتر میں دیلری میرے استقبال کے لیے موجود ہوگی۔ سب پر تک نہ سمجھا کہ اس صورت دکھائی دی اور نہ فیئر معلوم ہوئی۔ تقریباً تین بجے جب میں رنگون ٹیگ اور ڈرائنگ روم کا گنگ کی پروازوں کے شیڈول تیار کر کے فون سے بے حال ہو چکا تھا آفس کا دروازہ کھلا اور

دیلری اندر داخل ہوئی۔

اسے دیکھتے ہی میری ساری تھکن ہوا ہو گئی۔ دل زور زور سے دھڑکنے لگا۔ ”مجھے افسوس ہے ڈرائنگ روم آج صبح تم سے ملاقات نہ کر سکی۔ دراصل مجھے کمزوری چیزوں کی خریداری کرنا تھی۔“

میں نے آگے بڑھ کر اسے آغوش میں لینے کے لیے اپنے ہاتھ پھیلا دیے۔ ”نہیں نہیں ڈرائنگ روم یہاں نہیں۔“ وہ جلدی سے پیچھے ہٹ گئی۔ ”یہاں کوئی بھی شخص آ سکتا ہے۔“

مجھے اپنے جذبات پر تباہ ہونے میں دو تین منٹ لگ گئے۔ ”تم نے میرا ہاتھ تباہ کر کے لے لیا تھا اس لیے میں نے ٹائپ کا کام تمھارے لیے چھوڑ دیا ہے۔ اگر یہ کام آج نہیں ہوا تو کل کی پروازوں سے جانے والے چھ افراد تھوڑے وقت پر مرزا ملکھنک نہیں پہنچ سکیں گے۔“

وہ سکڑتی ہوئی ٹائپ رائٹر کے پاس بیٹھ گئی۔ میں نے ٹائپ کے کاغذات اس کی میز پر رکھ دیے اور خود برزروٹن کے سلسلے میں ہوائی کمپنیں کو فون کرنے لگا۔ میں بائیں طرف پرکرتا تھا لیکن میرے کان ٹائپ رائٹر کی آواز پر لگے ہوئے تھے کسی زمانے میں دیلری کا شمار تیر ترین ٹائپسٹوں میں ہوتا تھا۔ اب اس کے ٹائپ رائٹر سے جس قسم کی آواز آ رہی تھی اس سے یہ معلوم ہوتا تھا کہ وہ نئے سرے سے ٹائپ کرنا سیکھ رہی ہے۔

فون پر گفتگو ختم کر کے میں اس کی ٹیبل پر گیا۔ اس نے صرٹ ڈھائی سطر ٹائپ کی تھیں اور ہر سطر میں کئی کئی غلطیاں تھیں۔ ”ٹائپ کریں گی یاد آتی ہے؟“ میں نے پوچھا۔

”پچھلے پچھ سال سے میں نے ٹائپ رائٹر چھڑا رکھا ہے۔“ وہ بولی۔ ”تم مجھ سے پہلے ہی توقع مت رکھو۔“

”تم میری میز پر جو آؤ اور پروازیں بک کرو“ میں تمھاری میز پر بیٹھ کر ٹائپ کا کام کروں گا۔“

اس فلتی مصروفیت اور اتنے دیکھ بھرنے انداز میں میری طرف دیکھا کہ مجھے اختیار اس پر پیارا آگیا۔ میں اس کی آنکھوں کو چومنے کے لیے جھکا ہی تھا کہ ایک بد بوئی شخص اندر داخل ہوا اور اس کی سانپ جیسی تیز آنکھیں میرے چہرے پر چوم گئیں۔

کمرے میں ایک عجیب سی پگڑا سزا خاوشی چھا گئی۔ پھر اس غامضی کو نوا رہی ہے تو رات کی کسی چیز کی ضرورت تو نہیں ہے؟“

”نہیں“ دیلری نے اس طرح جواب دیا جیسے کہیں دُور سے بول رہی ہو۔

نورادر کے جانے کے بعد میں نے دیلری کی طرف دیکھا اس کا چہرہ

پھر سے پر تیراب ڈال کر اسے اندھا کر دیا تھا۔ اگر میرا غلام شہر میرے ڈراما بھی اشارہ کرنے لگوں گی اس کی ذرا ہی ہر دونوں کو ختم کر دے گا؟
مجھے اپنے صحت میں کوئی چیز سیڑھی لگتی ہوئی محسوس ہوئی تھی جس سے قے پری نے وائٹیل کے چیلوں کے باسے میں بتایا تھا میں نے اس کی بات پر اعتباراً نہیں کیا تھا لیکن اب گیو گیسا کی نو دیکھ کر مجھے اس پر ایمان لانا پڑ گیا تھا۔
”پرسوں شام کی پرواز سے میرا غلام شہر لیبیا جا رہا ہے جس میں اس کی پرواز اور قیام کے سلسلے انتظامات کرتے ہیں۔“ ویلیری نے مسکراتے کی کوشش کرتے ہوئے کہا: ”اس کی غیر موجودگی میں میں پروا ایک ہفتہ لی جائے گا“

گیو گیسا نے مجھے اتنا خوفزدہ کرنا تھا کہ مجھے بھی خوش دگر سکی۔
”میں پرواز اور قیام کا انتظام کروں گا“ میں نے فون کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

پھر ان لوگ پروازوں والے کا فزٹا ٹاپ ہونا ضروری تھے اور ویلیری مسلسل غلطیاں بھی کر رہی تھی اور وقت بھی ضائع کرنے پر تلی ہوئی تھی۔ گیو گیسا کی کاغذات بڑی حد تک دور ہو چکا تھا۔

کچھ کیلبر میں نے جوابات مذاق میں ویلیری سے کہی تھی کام کی اہمیت کے پیش نظر مجبور ہو کر مجھے کسی کڑی جاسہ پہنانا پڑا۔ میں اس جگہ ٹاپ کرنے بیٹھ گیا اور اسے اپنی میز پر بٹھا دیا تاکہ کوئی اہم فون آئے تو وہ مجھے مطلع کر دے۔

میں ٹاپ کر رہا تھا کہ میرے فون کی گھنٹی بجی، ویلیری نے سیدھا اٹھا کر کہا: ”ہلو... ہلو ہاں وہ میں موجود ہے... تم کون ہو... اچھا اچھا... ہلو ہلو کرو“ پھر وہ مجھ سے مخاطب ہو کر بولی: ”تھاری جی کا فون لیا ہے“ ہم دونوں نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا۔ پھر میں نے اپنی جگہ سے اٹھ کر لیبیہ والے لیا۔ ”سیلو ہلو ڈا“ میں نے کہا: ”کیا بات ہے؟“

”کوئی خاص بات نہیں۔ صرف یہ معلوم کرنا تھا کہ تم ابھی تک گھر کیوں نہیں آئے؟“

”مجھے افسوس ہے کہ ابھی اس کی روز کا کام پڑا ہوا ہے جو میں انتظارا ہوں۔ شاید میں دس بجے رات تک یہیں رہوں گا“

”دس بجے رات تک؟“ رہو ڈا نے کہا: ”میری بلا سے۔ تم چاہو تو پوری رات وہیں گزار سکتے ہو“

میں نے کسمیرا رکھ کر ویلیری سے کہا: ”میرا خیال ہے کہ ہم دونوں فونجے سے پہلے پہلے کام سے فارغ ہو جائیں گے“

”اپنے ساتھ مجھے مت شامل کرو“ وہ بولی: ”اب میں جا رہی ہوں اگر میں زیادہ دیر تک تھکے پاس بیٹھی تو گیو گیسا کی کوشہ ہو سکتا ہے۔ کچھ دیر پہلے اس نے تجھ میں حالت میں دیکھا تھا، وہ کوئی قابل تعریف بات نہیں تھی۔ میں نہیں چاہتی کہ اسے مزید کسی قسم کا شک پرواز میں ایک باجیگر تجھیں کھو بیٹھوں“

ویلیری چلی گئی۔ شیشہ دل بنانے فون وصول کرنے اور ٹاپ کرنے کے سلسلے کام بھی انجام دینا پڑے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ تب میں گھر پہنچا، اس وقت رات کے بارہ بج رہے تھے اور رہو ڈا ٹی وی کے پاس بیٹھی ہوئی آفری پروگرام دیکھ رہی تھی۔

”اتنی جلدی کیوں چلے آئے؟“ رہو ڈا نے ٹی وی سے نظر ہٹاتے بیکرا ”بڑی دلچسپ فلم دکھائی جا رہی ہے۔ مجھے ڈر ہے کہ تم مت کرنا۔“ میں خاموشی سے ٹی وی میں چلا گیا۔ کھانے کا دور دور تک ہر نشانہ نہیں تھا۔

”کھانے کے لیے کچھ ہے؟“ میں نے وہیں سے پکار کر پوچھا۔
”نہیں۔ میرا خیال تھا کہ تم کھانا کھا کر آؤ گے“

میں باہر آ کر اس کے پاس بیٹھ گیا۔ بھوک کے باعث میرے پیٹ میں مروڑ ہو رہی تھی۔

”بدعاش عورت تھوڑا فون وصول کرتی ہے؟“ رہو ڈا نے ٹی وی کے اسکرین سے نظریں ہٹاتے بغیر کہا۔

مجھے رہو ڈا سے اسے تلخ سوال کی امید تھی: ”مسز وائٹیل دفتر میں اتفاقاً طور پر چلی آئی تھیں۔ میں ٹاپ کر رہا تھا۔ فون کی گھنٹی بجی تو انھوں نے ریسرہ اٹھایا“ میں نے بہت ہی جیسے انداز میں اسے سمجھایا۔

”مسز وائٹیل اتفاقاً طور پر آئی تھیں؟“ رہو ڈا نے ٹی وی کو منہ چڑھایا: ”تم نے تو مجھ سے کہا تھا کہ وہ بدعاش باہر گئی ہوئی ہے“

”بازار میں عورتوں جیسی باتیں مت کرو رہو ڈا۔ میں نے تم سے یہ کہا تھا کہ مسز وائٹیل عام طور پر سفر میں رہتی ہے یہ نہیں کہا تھا کہ وہ آج کل بھی باہر گئی ہوئی ہے۔ دفتر میں وہ محض یہ دریافت کرنے آئی تھی کہ مجھے پانا پنا آفس پسند ہے یا نہیں؟“

”مجھے بازار میں عورت کو کہو تو اچھا نہیں ہوگا؟“ اس نے ٹی وی کی مخاطب کرنا چھوڑ کر براہ راست میری طرف گھر کر کہا: ”کوئی بازاری عورت ہے تو وہ یہ بدعاش مسز وائٹیل ہے اور اگر وہ بازاری عورت نہیں ہے تب بھی بازاری عورت ہی معلوم ہوتی ہے“

”میں تھک گیا ہوں رہو ڈا“ میں نے کھڑے ہو کر کہا: ”مجھے آرام کرنے دو“

”یقیناً تھک گئے ہو گے“ اس نے میرا ہاتھ روک لیا: ”آؤ آؤ آؤ رات تک بازاری عورت کے ساتھ ہو گے تو لازمی طور پر تھک گے“

میں اب تک بڑے صبر و ضبط کے ساتھ اس کے طنز کو برداشت کر رہا تھا لیکن اس کے آخری جملے نے مجھے بالکل بے تاب کر دیا۔ میں نے اس کے پھر سے پرانی طاقت سے تھوڑے سیسید کیا کہ وہ لڑکھاتی ہوئی ٹی وی کے پاس چل گئی۔ ”اگر ٹی وی کا سہارا ہے کہ وہ ڈراما ہی میٹھنے جاتی تو شاید اس کا توازن برقرار نہ رہتا اور وہ فرش پر گر کر اپنا ہاتھ پاؤں یا سر زخمی کر لیتی۔“

میں اس کے پاس سے گزرتا ہوا اسونے کے کمرے میں چلا گیا۔ کچھ

دیر بعد دی بند کر کے وہ اندر آئی اور شب خرابی کا لباس پہنے لگی۔ وقفے وقفے سانس کے منہ سے سکپیاں نکل رہی تھیں مگر اس کی سکپیاں کا جھجھ پر کوئی اثر نہیں ہوا میں حقیقت میں بہت ہی زیادہ ہٹکا ہوا تھا۔ اس کے علاوہ میرے لیے یہ بات بھی بڑی پریشان تھی کہ ڈائٹیل کے گھڑیں مجھے ویلری کے ساتھ رنگ رلیاں ملانے کا کوئی موقع نہیں مل سکے گا۔ میں اپنے خیالات میں اتنا دوبا ہوا تھا کہ مجھے یہ پتہ بھی نہیں چلا کہ رہو ڈا میرے پاس آکر لیٹ گئی ہے۔

اجانک اس کی لڑتی ہوئی آواز میرے کانوں میں آئی ”مجھے معاف کر دو گئے! مجھے اتنی بے ہودہ بات نہیں کہنا چاہیے تھی۔ تم نے ٹھیک کیا۔ میں واقعی چھوڑی کی تھی“

غالباً وہ یہ کچھ ہی تھی کہ میں متاثر ہو کر اپنے بازوؤں میں لوج لوج گا اور افسوس کا اظہار کرنے لگوں گا لیکن یہ اس کی بھول تھی۔ میں نے نفرت سے کڑھ بدل لی اور ایک بار پھر بھول بھالی پری چہرہ ویلری کے حصول کی ترکیبیں سوچنے لگا۔

صبح ساڑھے چھ بجے اٹھ کر میں نے شبو بنایا غسل کیا، کپڑے بدلے اور اپنے لیے کافی تیار کی۔

کانی پی رہا تھا کہ ہوا کچن میں داخل ہوئی ”آج تو تم بڑی جلدی جاگ گئے؟“

”مجھے دفتر جانا ہے“ میں نے کہا۔ ”کام کا اتنا انبار ہے کہ میں جلدی نہیں کیا تو دایس آتے آتے پھر مارہ بج جائیں گے۔“

”اوہ گے!“ اس کے منہ سے سرواہ نکلی ”کاش تم زانی پچھلی ملازمت سے استعفیٰ دیا ہوتا مجھے یقین ہے کہ تم سے بہت بڑی غلطی مرزد ہوئی ہے۔“

میں نے مجھے احساس ہوا کہ مرزد اور دست کر رہی ہے لیکن میں نے یہ کہہ کر اسے ٹال دیا ”اگر میں یہ ملازمت دھڑکنے والی تھیں تو کیسے حق یہ خدا حافظ رات کو ملاقات ہوگی میرے لیے کھانے کا انتظام کرنا مت بھول جانا۔“

میری ٹیکس کی گھڑی میں سوانی رہا تھا۔

اس خوشحال منظر کو ویلری کے ساتھ پیش آیا تھا، کیجئے کہنے پڑے دو گھنٹہ گذر چکے تھے مگر ابھی تک مکمل طور پر میرے حواس بحال نہیں ہوئے تھے میں بار بار اپنے آپ سے ایک ہی سوال کر رہا تھا کہ مجھ سے یہ حرکت کیوں مرزد ہوئی؟ حالانکہ ڈائٹیل مجھے بہت پہلے خبردار کر رہا تھا پھر بھی میں نے ویلری کے پیسے کے سامنے اپنا ہاتھ لہرا کر اس کا روتل مسکوم کر لے لی کوشش کی۔ مجھے یہ تسلیم کرنا تھا کہ میری حرکت کا اتنا شدید رد عمل ہوا کہ جوئی میں نے اپنا ہاتھ لہرایا، ویلری کے جسم کا سارا خون ٹپک چکا تھا، آنکھیں اور کچھ ٹھیک نہیں اور وہ اندھوں کی طرح خلا میں گھولنے لگی۔ پھر اس نے آگے کی جانب جھجک کر کہا ”میں تجھیں قتل کر دیتی تھی تم جب تک زندہ ہو، مجھے کبھی آزادی نہیں مل سکے گی۔“ بھاری موت میں میری جاسوسی

زندگی پوشیدہ ہے۔

میں حیران و ششدر بیٹھا ہوا اسے دیکھتا رہا۔

”جبنا جا ہو تم میری حالت پریشان کرنا وہ اس طرح کہہ رہی تھی جیسے خلا میں اسے کوئی شخص نظر آ رہا ہو“ ہنسوتے کیئے شیطان، خوب ہنسو۔ میری بربادی پر جتنا چاہو ہنسو لو مگر یہ بات یاد رکھو اب تجھیں برباد کرنے کی میری باری ہے۔ میں تجھیں زندہ نہیں چھوڑ دوں گی“ پھر تیزی سے آگے بڑھ کر وہ دیوار میں گھونٹے لٹنے لگی ”میرا تجھیں قتل کر دوں گی۔ زندہ نہیں رہنے دوں گی۔“ آخر تم نے مجھے کچھ کیا رکھا ہے؟

ایکایک اس کے منہ سے جتن نکل اور وہ فرش پر گر کر اپنے گے کے کسے کا نادیہ ہاتھ ملانے لگی ”میرا اگلا پھر دے کیئے۔ میں تیرا خون پی جاؤں گی۔ ظالم مجھے مائے بد بختی میں نہیں آئے گا لیکن یہ تو تائے یہ اقل تصور کیا ہے؟ ہاں ہاں میں تجھ سے نفرت کرتی ہوں۔ مجھے جب بھی موقع ملے گا تجھے قتل کیے بغیر نہیں اٹوں گی۔“ وہ اہم اگلا پھر دے کیئے شیطان۔ وہ اس طرح تڑپنے لگی جیسے واقعی کوئی شخص اس کا گلا گھونٹ رہا ہو۔

میں نے لپک کر اس کے بازو پکڑ لیے اور اسے آواز دینے لگا۔ ”ویلری! ویلری!“

اس کا بھر پور ہاتھ میرے چہرے پر لڑتے زور سے پڑا کہ مجھے بالکل نظر آگئے ”ہر شے میں آؤ، ویلری!“

معاذ اچھل کر میرے سینے پر سوار ہو گئی اور ویلری قوت سے گھونٹنے رسید کرنے لگی۔ پھر نہ جانے اسے کیا ہوا کہ وہ ٹپک لڑھی اور دیوار کی طرف بھاگی۔ دیوار سے ٹکرا کر وہ فرش پر گر کر نورانی دو بارہ اٹھ کر بھاگی اور دوبارہ دیوار سے ٹکرا کر نیچے گری میرے دیکھتے دیکھتے وہ اٹھ کر اٹھ کر سانس لینے لگی لڑتے ہوئے دل کے ساتھ میں نے ڈاکر کے تہڑا لے لیے۔

”کوئن ہے؟“ اس نے کہا ”میں بچ کھانے جا رہا ہوں۔“

”میں گے بول رہا ہوں۔“ بچ نہیں کرنا، اپنے میرے پاس آؤ اور اپنے ساتھ کسی ڈاکٹر کو بھی لینے آنا مرزد وائٹل کو ایک حادثہ پیش آ گیا ہے۔“

”زیادہ جھٹ آئی ہے؟“

”یقینی طور پر کچھ کہنا مشکل ہے۔ تم ذرا یہاں پہنچ جاؤ۔“

فون کر کے میں اس کے پاس پہنچا۔ وہ بیٹھی ہوئی حیرت چاروں طرف دیکھ رہی تھی ”میرا سر درد کر رہا ہے“ اس نے مجھ سے کہا ”کیا ہو رہا ہے؟“

”تم گری تھیں؟“ میں نے سہارے کے لئے صرٹے پر بیٹھ لیا۔ ”یہاں خاموش پڑی رہو۔ مدد آ رہی ہے۔“

اس نے میرا ہاتھ پکڑ لیا۔ گزرتے اتنی سخت تھی کہ مجھے اپنا ہاتھ ٹوٹتا ہوا محسوس ہونے لگا۔

”وہ یہاں آیا تھا۔ تم نے کیا تھا اسے؟“ وہ لڑتی ہوئی آواز میں لائی میرا گلا گھونٹنے کی کوشش کر رہا تھا کچھ مجھے تہمت چھوڑنا۔ وعدہ کر ڈا رنگ، تم میں رہے گی۔“

میں ہیں دہریہ جو فائر زخمی ہو کر ڈاکٹر آئے والد ہے ؟
اس نے اوجھڑ کر بوجھ کہا کہ میری سجدہ میں نہیں آیا پھر میرا ہاتھ چھوڑ
کر وہ پھینک دیا۔

میں جڑان دیریشان اس کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ ایک بوڑھی عورت اندر
آئی۔ اس نے دیریش کی پیش دیکھی، آنکھوں کے پیریلوں کو الٹ پلٹ کیا اور سیم
کے اٹھنا کو دیا۔ میں سرگینٹ ہوں۔ مسز رائیڈل کی آؤٹس کیمپ رہ چکھی سے
مناقب ہو کر بولی۔ مناسب ہو گا کہ مسز رائیڈل کو یہاں میری ملزانی میں چھوڑ کر
چلے جاؤ۔

”مسز رائیڈل نیچے گئی تھیں یہ میں نے وہ دانے کے طرف بڑھتے ہوئے کہا
”تہیں یقین ہے کہ وہاں میری بوڑھی عورت فری ہے ؟“
ڈاکٹر آئے والد ہے۔ اچھا یہ ہے کہ وہ اسے تمہاری میں دیکھے ؟

باہر نکل کر میں نے رزٹے ہوئے قدموں کے ساتھ چھتے باغ کی طرف
جائے لگا ہوا ایک مجھے ڈاکٹر کی آواز سنا دی نکلے میں نے ٹٹ کر دیکھا،
وہ میری ہی طرف تیرتے ہوئے آگیا، آواز کا تھا کیا ہوا لگے ؟ تم تو زیادہ ہی گھبراتے
ہوئے نظر آ رہے ہو۔ میرے دفتر میں چلو۔ تہیں ایک سلیک کی سخت
ماحت ہے۔

اس کے دفتر کی طرف بڑھتے ہوئے میں نے کہا: ”میرے ہاتھ ہلانے
پر وہ ہانک ہو کر دھماکا مچا اور دو بار سے حواس مار مار کر نیکوش ہر گئی
میرے خیال میں اس کے جسم پر کئی چوٹی آئی ہوں گی ؟
”میں ڈاکٹر فائٹس کو اس کے پاس چھوڑ آیا ہوں۔ وہ خود دیکھ لے گا۔ تم
کوئی پروا مت کرو۔“

اس کے دفتر میں پہنچ کر سب میں دو رنگ اپنے ملے سے نچے آ جا کر
میرے حواس قابو میں آ گئے تو ڈاکٹر نے پوچھا: تم نے اس کے چہرے کے
سامنے اپنا ہاتھ ڈالیا تھا ؟

”نہیں ڈاکٹر۔ وہ اصل مجھے تمہاری بات پر یقین نہیں کیا تھا۔“
”ٹھیک ہے کہ اس بات کا پتہ نہ چلتے پاتے۔ اگر یہ بات اسے معلوم ہو گئی تو
ہم دونوں ہی مائے جاہلیں گے۔ تم اسے صرف یہ بتا دیا کہ وہ پشیم ہو کر گر
گئی تھی۔ یہ ہرگز مت ظاہر کرنا کہ پشیم کی سبب کیا تھا؟ میں جانتا ہوں کہ ٹھکانا
پہنا شرم کا ہے، اگر کبھی وہ مجھے گھور کر دیکھتا ہے تو میرے پورے جسم میں سنی
سی دیریش کی ہے، میں یہ محسوس کرتے لگتا ہوں کہ ہواؤں میں تیرا ہواؤں پاک
ڈاکٹر میں کامیاب مارٹ ہے۔ مزید دست ہے۔ وہ اپنے خزانے کے ریشموں کو علاج
پہنا شرم کی مدد سے کرتا ہے۔ ایک بار اس نے مجھے تباہ کیا جو عورت، یعنی
خوبصورت ہوتی ہے۔ اتنی ہی جلدی پہنا کر تو موبائی ہے۔ ادم تمہارے ہو کر
مسز رائیڈل کتنی خوبصورت ہے۔ ٹھیک ہے اس کی اس مگروری کا فائدہ اٹھا کر
اپنے کارٹر میں کر لیا ہے۔ وہ کوئی بھی اچھی علی عورت اس جیسے جو ہے کہ
پسند نہیں کر سکتی۔“

میرے داغ میں دیریش کی بات گھونٹنے لگی۔ میں اس سے کہی
جانتی تھی

محبت نہیں کر سکتی۔ وہ بڑا کھینکھنکھن ہے۔ پشیمان ہے ؟
”اچھا یہ جو گا کہ مگر مارا کہ وہ ڈاکٹر نے مجھے ضرور دیا۔
”نہیں ڈاکٹر! وہی تو مجھے بہت کام کھاتا ہے۔ میں جانتے کے لئے اٹھ
کھڑا ہوا۔

خوش قسمتی سے ڈاکٹر فائٹس مجھے راستے ہی میں مل گیا۔ وہ دیریش کو
دیکھ کر دالیں آ رہا تھا۔ اب اس کی طبیعت کیسی ہے، ڈاکٹر؟
اس کے سر کی پشت پھوٹی سی پٹھی چٹی ہے۔ لیکن پریشانی کی کوئی
بات نہیں ہے۔ چند روز آرام کرے گی تو ٹھیک ہو جائے گی۔
نظر دانیڈل کو اطلاع دے دی جائے ؟
”وہ ابھی کچھ دیر پہلے غصے دالیں بٹاتا ہے۔ اور میں اس سے بات کر
چکا ہوں۔“

میں ڈاکٹر کا شکر ادا کر کے آفس میں چلا گیا۔ دیریش کو ڈاکٹر اور مسز گھنٹ
نے اندر رکھ کر کسی دور سے جھٹکے میں منتقل کر دیا تھا۔
مجھے اپنی ایک پریشانی ہوئے وہی منت گزرتے ہوئے گے کہ فون
کی گھنٹی بج اٹھی۔ میں نے فوراً اٹھایا اور میری جانب دانیڈل تھا۔
”تھکے کیا ہے؟“ وہ پوچھ رہا تھا۔ ڈاکٹر کہتا ہے کہ وہ پشیم ہو کر گری اور
اپنا سر بھونچا۔ اس سے پہلے وہ کبھی پشیم نہیں ہوئی تھی۔ تم اس کے پاس
جئے مجھے پوری بات بتاؤ۔

”میری کبھی کبھی نہیں آتا، مسز دانیڈل۔ میں مسز دانیڈل کی جانب پشت
کئے ہوئے ٹھیکس پر بیٹھا تھا کہ میں نے ان کے اٹھنے اور گرنے کی آواز
سنی۔“

”تم کچھ نہ کہو وہ پشیم ہو گئی تھی؟“
”جی ہاں۔ میری سمجھ تھا کہ میں ڈاکٹر فائٹس کچھ اور کہتا ہے تو بہر حال
وہ ماہر ہے۔ اس کی رائے یقیناً صائب ہو گی۔“

یہ سیر میں اس کی ہنسی کی مدد میں آواز آئی۔ ”تمہارے کام کا کیا حال
ہے؟“

”ٹھیک ہے، مسز رائیڈل۔“
”مسز رائیڈل کیا کام کر رہی ہے؟“
”اب کام بھی ٹھیک ہے۔“

”تمہیں یاد ہو گا؟“ وہیں لازم رکھتے وقت میں نے تم سے وعدہ دیا تھا
کہ میرے ٹھکانے سے کچھ کون۔ اب میں اپنا سوال دوبارہ دہراؤں۔ میری بیوی
کیا کام کر رہی ہے؟

”اب وہ کام کی عادی نہیں رہی ہیں۔ چھ سال تک کوئی کام نہ کرنے
کے باعث ان کی صلاحیتیں رنگ آ کر ہو گئی ہیں۔“

دانیڈل ہنسائے میں پہلے کی کچھ رہا تھا کہ اب وہ ناکارہ ہو چکی ہے جس پر
ی عادت سے واقف ہوں۔ وہ کام کرنے کی بات کرتی ہے۔ لیکن جب کوئی
کام کارپا ہے تو پشیم ہو کر شروع کر دیتی ہے۔ ڈاکٹر کا کہنا ہے کہ ابھی کچھ
ڈاکٹر گھنٹ

دنوں تک اسے آرام کی ضرورت ہے، اس سے تم اپنے لئے کبھی اعلیٰ درجے کی سیکرٹری کا انتظام کرو۔ تمہارا کہ ٹکرمٹ کرنا زیادہ سے زیادہ جتنی تمہارا ہی سیکرٹری کو دی جا سکتی ہے، اتنی تمہارا ہی پیش کر دینا۔

ایڈیٹنگ کیسے بنے گا؟ اسے گھنٹے کے اندر اندر دیکھ کر بنے نئی سیکرٹری کا انتظام کر دیا۔ سیکرٹری آئی تو اس نے صرف ٹائپ کا سامرا لایا تمام دیگر کچھ کچھ کاموں میں میری مدد کی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ مجھے بیک ٹائم اپنے کام سے فارغ ہو گیا۔

سیکرٹری چلی گئی۔ مجھے گھر جانے کی جلدی نہیں تھی۔ رپوڑا سے کہہ رہا تھا کہ رات کو در سے واپس آؤں گا۔ اس لئے آؤں ہی میں بیٹھا ہوا آج کے واقعے کے بارے میں غور کرتا رہا۔

ساتھ سے سات بجے سرکلیٹنٹ دفتر میں آئی، شکر ہے، ابھی تک وہی موجود ہو۔ تو، فوراً میری کچھ دے گئے ہوں۔ مسز ایڈیٹل پریشان ہیں کہ ان کی بے وقت ملازمت کے باعث مسز ایڈیٹل کے بیویا والے سفر کے کاغذات ادھورے ذرہ گئے ہوں۔ اندر چل کر ان کے مٹھن کے دو دیکھن دو منٹ سے زیادہ ان کے پاس مت بیٹھنا۔

سرکلیٹنٹ مجھے گھر لے گئی۔ دفتر کے کمرے کے پاس بیچ کر اس نے مجھے اندر جانے کا اشارہ کیا۔ دو منٹ سے زیادہ مدت ٹھہرنا شروع۔

میں دفتر کے مالیشان کمرے میں گیا۔ وہ ڈبل بیڈ پر پڑی ہوئی تھی۔ چہرہ سفید پڑ چکا تھا اور آنکھوں سے ابھی تک سوٹ جھانک رہا تھا۔ میرا دل چاہا کہ وہ ڈر کر اس سے سوچوں۔ بد نصیب لڑکی کا اپنے آغوش میں سے لوں۔

”کیا حال ہے، ڈرنگ؟“ میں نے اپنے جذبات کو قہر میں سمیٹتے ہوئے کہا۔

”میں تم جیسے صرف پر پڑ جانا چاہتی ہوں کہ مجھے کیا ہو گیا تھا۔ میں اپنی ڈھنگ پر تھی۔ پھر میں نے اپنے آپ کو فرش پر پڑا ہوا دیکھا۔ تم نے مجھے مرنے پر دیا پھر میں یہاں پہنچی۔“

ڈرنگ بتا چکا تھا کہ فرش میں اس کے بعد وہ سب کچھ بھول جاتی ہے۔

میں نے پہلے مناسب نہیں سمجھا کہ اسے پینا ٹرم کے بارے میں کچھ بتاؤں۔ پھر نہیں ڈرنگ، میں اپنا کام کر رہا تھا کہ تمہارے گھر لے کر آؤاؤاؤی۔ اٹھ کر دیکھا تو تم بے ہوش پڑ چکی تھیں۔

”مگر میں تو آج تک کبھی پریشانی نہیں ہوئی، البتہ کئی مرتبہ یہ ضرور ہو چکا ہے کہ میں بیٹھی کہیں ہوں اور اپنے آپ کو برسرِ مریض پڑا ہوا پاتی ہوں۔ وہ بولی تماری ذمہ داری اسی کہنے پر عائد ہوتی ہے۔“

”گھبرائو نہیں ویلیری، میں تمہاری مدد کروں گا۔ اب تم اکیلی نہیں ہو۔ میں تمہارے ساتھ ہوں۔“

”تم کچھ نہیں کر سکتے۔ وہ جنگ جیت چکا ہے۔ میں ہانچتی ہوں۔“

”میں جانتا ہوں، مجھے کیا کرنا چاہیے۔ اور میں جلد از جلد قدم اٹھانے والا ہوں۔“

”تمہارا کام ٹھیک ہو رہا ہے؟“

”ہاں۔ وہ ایڈیٹل کے کہنے پر میں نے ایک سیکرٹری کا انتظام کر لیا ہے۔“

”کیا وہ اتنی ہی اچھا کام کر رہی ہے جتنا اچھا کام کسی زمانے میں میں کر سکتی تھی؟ اس کے ابھی باب تو میں سب کچھ بھول چکی ہوں۔ میری ساری خوبیاں بھی میں بلی گئی ہیں۔ اس شیطان نے مجھے تباہ کر دیا ہے۔ میں کسی کام کی نہیں کر رہی۔“

”کمرے کا دروازہ کھلا اور سرکلیٹنٹ اندر داخل ہوئی۔ مسٹر کے ادوٹن سے زیادہ مجھے پریشان۔“

”میں جا رہی رہا ہوں۔ میں نے کمرے ہوتے ہوئے کہا، پھر ویلیری سے مخاطب ہو کر لوام تم بہت جلد اچھی ہو جاؤ گی، مسز ایڈیٹل۔ آرام کرو اور میری بات پر اعتبار کرو۔“

”مسٹر کے ویلیری نے ٹھکی ٹھکی آواز میں کہا۔“

”میں باہر نکلا تو مسلسل دل ہی دل میں اپنے آپ سے کہہ رہا تھا۔ میرا اعتبار کرو ویلیری ڈارنگ۔ میں تمہاری مدد کروں گا۔ ہر ممکن مدد کروں گا۔“

”اتھنچ کر چند ہی منٹ ہوئے ہوں گے کہ میں بیک لائبریری میں داخل ہوا۔ میرا دروازہ کارٹیک باہر بھرا ہوا ٹیکو بیڈ کا لٹاؤ کر کے پینا ٹرم کا ڈسکولم کرنے کی کوشش کروں گا۔“

”لائبریری میں مجھے دیکھ کر سکوئی۔“

”مسٹر کے ایک کام بھی پینا ٹرم میں دلچسپی لے رہے ہیں۔ ہمارے دل اس موضوع پر ایک نئی کتاب آئی تھی۔ جیسے ابھی تھوڑی دیر پہلے ایک صاحب لے گئے ہیں۔“

”میں نے پوچھی تھی؟“

”مجھے تو یہ کتاب پریشان پڑتی ہے۔ وہ بولی۔“

”میں بہت متاثر کیا ہے۔“

”میری درخواست پر اس نے بہت ہی مختصر الفاظ میں کتاب کی کہانی سنائی۔ کہانی کا ہیرو۔ ایک لڑکا تھا۔ پینا ٹرم سے اسے خصوصی دلچسپی تھی، اس کی طاقت ایک خوبصورت لڑکی سے ہوئی۔ لڑکی کی دواؤں اچھی تھی اور اسے موسیقی سے کوئی لگاؤ تھا۔ موسیقار نے پینا ٹرم کی قوت سے کام لے کر اسے بہترین گانے دلائی لڑکی میں تبدیل کر دیا۔ مگر اس کے گانوں کے چرچے ہونے لگے۔ لڑکا ڈرنا چاہتا ہے۔ ادھر اس کا ہاتھ جلتے۔ پھر ایک روز موسیقی کی ایک مشعل میں جب کہ وہ لڑکی کا گانا گاتی تھی، موسیقار پر دل کا دورہ پڑا اور وہ ختم ہو گیا۔ اس کے مرنے ہی لڑکی پر چھایا ہوا پینا ٹرم کا اثر بھی ناکس ہو گیا۔ اس کے منہ سے پچھلے ہوئے باتیں جیسی بے سری آوازیں نکلنے لگیں۔“

”میں لائبریری میں کھڑا ہوا کہ تباہ لائبریری کے بلیک بورڈ سے وہ ڈوٹاؤں کی تصویریں انشاد کرتی تھیں، لیکن یہ آج پھر مجھے دیر ہو جاتے۔“

”یہ بات تو تم سے صحتی بنادی تھی، اس نے کہا۔“

مرد زاد ہی رات گئے آیا کرو گے؟

”ایں نہیں ہوگا، ہمیں“

”مذہب بھی مجھ سے ناراض ہوئے“

”نہیں ہوتی۔ میں تم سے ناراض نہیں ہوں“

”چکر بات ہے۔ میں تم سے معافی مانگ لی حکومت نے معذرت کا ایک

لفظ بھی ادا نہیں کیا؟ میرے جبروں میں ابھی تک درد چر رہا ہے“

میں نے ابستہ سے کھانچے معاف کرو دو ہڑا۔ اب ایسی غلطی کبھی نہیں

ہو گی“

وہ چوٹی مٹی جڑ پاکی طرح چپھا اٹھی۔ ارے ارے ڈارنگ! تم تو کس

پنج معافی مانگے گئے؟

پڑنے تو بیٹھ میں ڈاکٹر واربرٹ سے ملا اور اسے اپنا فرض نام سرٹیفکیٹ

بتایا۔ میں نے کہا کہ میں ایک ادیب ہوں اور آج کل ایک ناول لکھ رہا ہوں۔

کہانی کا ہیرو ہیناٹر شرم کی قوتوں کا نام ہے اور ایک ناخوش گھب میں کام کرتا

ہے۔ ایک رات ایک ٹوکی ایسی کیسیوں کے ہمراہ کلب میں آتی ہے اور ہسٹل

کے کچن پر وہ ہیرو کی معمول بننے پر راضی ہو جاتی ہے۔ ہیرو ٹوکی کی غرضیت

سے اتنا متاثر ہو کہ اسے اس پر مستقل طور پر اسے اپنی معمول بنالیتا ہے، ٹوکی اس

کے اشاروں پر پڑنے لگتی ہے اور اپنا گھر اپنے والدین اور اپنے عزیزوں کو چھوڑ

چھا کر ہیرو کے ساتھ رہنا شروع کر دیتی ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ ٹوکی کو ہیرو کی

پیشازم مالی بات سے چٹکارا دلا دوں اور وہ ایک باہر چلا جائے مگر ہیرو ایک

شریف لڑکیوں جیسی زندگی گزارنے لگے۔ مگر یہ بات کچھ میں نہیں مانتی کہ اسے

چٹکارا کس طرح دلا دیا جائے؟

ڈاکٹر واربرٹ نے تجھ پر ہنسنا۔ ٹوکی کو چٹکارا نہیں ملی سکتا۔ ذیہنجی کی

قوتیں کچھ اور کچھ ایسے آواز نہیں کر سکتیں۔ جب تک ہیرو زندہ ہے۔ ارے اس کی

معمول بنی رہے گی؟

ڈاکٹر نے اذیت میں سر ہلاتا۔ ہیناٹر شرم کو ایسی اصول ہے:

”میں نے ٹوکی کو چٹکارا دلانے کے لئے یہ ضرور ہی ہے کہ میں ہیرو کی کسی

دک کی طرح ختم کروں؟“

ڈاکٹر نے شہینہ نظروں سے میری طرف دیکھا۔ ہاں؟ اس نے کہا۔ مگر یاد

رکھو کہ یہ بات کہانی کی حد تک درست ہے۔ عام زندگی میں اس پر عمل کرو گے تو

اپنے آپ کو نانوٹوں کی فٹوں سے نہیں بچا سکتے؟

میں اس کی غلط فہمیں اور کرتے ہوئے تعین دلا دیا کہ محض کہانی کے

بارے میں مشورہ کرنے آیا تھا۔

اگلے دو روز تک ٹھکانا پرکش ہوئی رہی۔

جب دو گھر پر ہوئی تھی تو بارہ کبھی بکڑوں سے چڑی دیتی یا اپنے ہنڈار

پکڑنے لے کر کڑی تھکتے تھے میٹھا جاتی۔ اس نے مجھے بتایا کہ کڑی تھکتی تھکتی

کے مطابق ویسٹ انڈیز کی جانب سے ہزاروں دست موفان اٹھا ہے۔ اور گردیدان

جاسوسی

میں ہواؤں کا رخ تبدیل دھوا تو وہ طوفان کہاں تک پہنچ جائے گا۔ میں اپنے خیالات

میں اس طرح غلطان تھا کہ میں نے ہر ڈاک کی بات پر زیادہ دھیان نہیں دیا۔

پچھلے دو دنوں سے مجھے وہ طبری کی کئی خبریں سنیں جی جی۔ مائٹل شیڈول

کے مطابق لیبیا جا چکا تھا۔ ڈاکٹر سے طبری کی حیرت معلوم کرنا خاطر ناک تھا اور اس سے

بھی زیادہ خطر ناک بات یہ تھی کہ سرٹیفکیٹ سے طبری کی شرکت پر بھی جاتے۔ اب ہرگز

سے کہانی سن کر اور ڈاکٹر واربرٹ سے مشورہ لینے کے بعد میں اس پختہ پر بھی گروہ

کی زندگی کے لئے مائٹل کو قتل کرنا ضروری ہے۔ میں جانتا تھا کہ میرے اعدان

صلاتیوں کا اعدان ہے جو اچھے قانون میں ہوتی ہیں۔ اس کے علاوہ میں یہ بھی

سمجھتا تھا کہ اگر میں نے اپنے اعدان قتل کرنے کی صلاحیت پیدا کر لی تب بھی میرے پاس

کوئی ناکہ قتل نہیں ہے۔ جب کہ قتل کرنے کے لئے صلاحیت اور ہتھیار دونوں

کی ضرورت تھی۔

جسمانی طور پر مائٹل مجھ سے کم از کم تین منٹا تو وہ تھا۔ جہر ٹانڈر ہونے سے

باحت اس میں میری بھی بہت زیادہ تھی۔ اس نے اسے ڈوٹا گھونٹ کر قتل کر

جاسکتا تھا۔ دو چاقو مد سے۔ اسے قتل کرنے کا ایک ہی طریقہ تھا کہ شرم کو دبا

جائے۔ چنانچہ میں نے طے کر لیا کہ اگر میں نے اسے قتل کیا تو سہتر ل بار پلٹوں سے

قتل کروں گا۔

تیسرے دن سر کر تھا تو اردن ملت صوبہ پہلی ہوتی تھی بادل چٹ چٹ

تھے۔ ناشی کی بڑی بڑی جھولنے مجھے طوفان کے بارے میں بتایا۔

”اس کا رخ ابھی تک تبدیل نہیں ہوا ہے۔ کل میں اتنی ایک گاہک ے

باتیں کر رہی تھی۔ اس نے کہا کہ کہاں طوفان آتا ہے تو اپنے ساتھ تاجی ے کر آتا ہے

تین سال قبل طوفان آیا تھا اس نے ہزاروں لوگوں کو بے گھر کر دیا تھا اور اس ناکہ

کے کرنے کی اطلاع معمول میں تھی؟“

میں کوئی کہہ نہیں سکتا تھا۔ طوفان جو ہو گا، دیکھا جائیگا۔ مگر مجھے وہ خبر

دیکھ کر کہن پڑا تو میں فون کر دوں گا؟

مائٹل کے ہاں پہنچے ہی سب سے پہلے ملاقات ڈاکٹر سے ہوئی۔

”سنگھڑے؟ اس نے کہا۔ اگر تم بیکر ٹری سے وطن پر تو میری نصیحت ہے۔

کہ اسے علیحدہ صحت کرنا سر مائٹل اب بھی تہا سے ساتھ مائٹل نہیں کر سکتے گی؟

”میں اس کو کیا وہ بہت زیادہ جانتا ہے؟“

منٹھنٹ نے بتایا ہے کہ اس پر شرم خود کو طاری ہے۔ زدہ کوئی بار

کرتی ہے اور وہ کچھ کھاتی پیتی ہے۔ ایسا معلوم ہو رہا ہے۔ اسی سے اسے زندگی سے کو

مٹتی نہیں رہی؟“

”ڈاکٹر کی کہنا ہے؟“

”جیسے ابھی تک یہ طوفان نہیں کر سکتا مائٹل کہہنا ناکہ کیا ہے؟ اس نے کہا۔

اس کی ساری ضروریات پر علیحدہ تھی؟“

”مجھ پر؟ میں نے حیرت سے پوچھا۔ میں نے اس کے چہرے کے سامنے

ایک درخت کے لئے ڈاکہ بٹا دیا تھا کہ اس کا لاش بھی تک ہوتی ہے؟“

”میں تو یہی سمجھتا ہوں؟ وہ لڑا۔ لیکن تو یہی گھبرانے کی ضرورت نہیں؟“

سچی خوشی

مرسلہ۔۔ صابر رضا، لیاقت آباد لاہور

۳۱) ڈائجسٹ

پاکستان شہید ہو چکی تھی اور کبھی کی چمک اور بادلوں کی کرکٹ کے باعث اعلیٰ
 بڑا وحشت انجیر محسوس ہونے لگا تھا۔
 ”مسٹر کینیڈا، سہرا، وہ تمہارے لئے کسی لمحے کا انتظام کر دے :
 ڈائریجٹ کیا، اگر طوفان آگیا تو تم اپنے گھر ہی میں چھپ کر رہ جاؤ گے۔ پہلے ہی دو دن
 تک یہاں ڈاکر تم سے اپنے کام میں اضافہ کر رہا ہے :
 میں نے فرین پر سر کونسلٹ سے رابطہ قائم کیا : مسٹر ڈاکٹر کی تجویز ہے کہ
 دو تین راتوں کے لئے میسک کر تمام کامیں انتظام ہو جائے۔ کیا یہ ممکن ہے۔
 مسٹر کینیڈا ؟“

”ہاں مسٹر لکے، محرمہ جی، تمہارے آفس سے زیادہ دن نہیں ہے، بالکل
 خالی ہے اور اس میں اتنے، بیٹھے اور بونے کے لئے ضروری فرنیچر بھی موجود ہے :
 میں نے دل میں بدل میں اندازہ لگایا۔ میرے اور ویلی کے درمیان
 محفل میں گز کا فیصلہ تھا۔ ”تم ماننا چاہو تو ابھی چلی جاؤ۔“ میں نے سیکڑی سے
 کہا، ”اور اگر طوفان آجائے تو گھر ہی پر کراؤ کرنا۔“

سیکڑی چلی گئی تو میں نے سوچا کہ کیوں نہ میں بھی سیکڑی پر کر کے لئے
 اپنے گھر ہر آؤں، اور ہر ڈاکر اپنے قیام کے بارے میں مطلع کر آؤں۔
 گھر پر ہر ڈاکر کا سامان بندھا ہوا رکھا تھا۔ مجھے دیکھتے ہی اس نے
 کہا، ”میں ہول جارہی ہوں، طوفان کے دلوں میں میں یہاں نہیں رہ سکتی تار
 میں نہیں رہ سکتی بھی رکھنا چاہتی ہوں۔“ اس نے میز کی دروازے تازہ
 ”دوگ“ نکال کر میرے سامنے ڈال دیا۔ اس کی ٹائٹل پیسج پر ویلی کی
 رنگین تصویر تھی۔

میں نے اپنے چہرے کے تاثرات کو چھپاتے ہوئے سوچا، ”القصیر
 میں کوئی افواہی بات ہے ؟“

”مجھے بیوقوف بنانے کی کوشش کر دو غنا باز : وہ بیخ کنی، اس
 کے نیچے تمہاری ہنس نکھو اور غنمی ویلی کی کاناکھکھا جوا ہے۔ یہ میری بد مصافحہ
 ہے جس کے لئے تم آج کل دن رات کام کر رہے ہو اور جسے چھ سال پہلے
 تم نے میرے کی انگوٹھی بھی چھین لی تھی۔“

اس نے انگوٹھی کا ڈبیر میں طرف اٹھال دیا۔ ڈبیرے میں صرف انگوٹھی
 ہی نہیں، ویلی کے وہ محبت نامے بھی تھے جو وہ مجھے بھیجا کرتی تھی۔
 ”اسی بد مصافحہ کی وجہ سے تم نے میرے منہ پر پتھر بھی مارا تھا۔ تم
 نوکر کہتے تھے۔۔۔ یہ کہتے تھے کہ تمہارا اس کا کوئی تعلق نہیں ہے۔“

”ٹھیک ہے رہو ڈاکر : میں نے ٹریس پیئر کی ہے کہا، ”چینا، چلاؤ نا
 اور گالیاں بند کر دو۔ میں طلاق چاہتا ہوں۔“

”کیا... کیا جانتے ہو ؟“ اس کے چہرے کا رنگ اڑ گیا۔
 ”طلاق :“ میں نے کہا، ”اب میں یہ سمجھ لیتا ہوں کہ تم دونوں یہاں
 بیوی کی حیثیت سے نہیں رہ سکتے۔ اب میں تم کو جان ہوا اس لئے بہت کسانوں
 سے کوئی ایسا شہر تلاش کر لو کہ وہاں میں مجھ سے زیادہ خوش رکھے گا۔“

”مجھ سے چھٹکارہ ہلانے کے بعد تم اس بد مصافحہ سے شادی کرنا چاہتے
 ہو۔“

”نہیں، اس قسم کا کوئی پلان نہیں ہے میں صرف اکڑ مارنا چاہتا ہوں
 ”یہ بات خوب اچھی طرح سے سمجھو اور کھانا انسان : میں تمہیں گچھڑے اڑانا
 کے لئے ہرگز ملحق نہیں دے سکتی، صرف اس وقت تک کے لئے ہول جارہی
 ہوں جب تک طوفان رہے گا طوفان کے بعد میں دوبارہ میں بکن گئی۔
 اس عرصے میں مسٹر وائٹیل نے کہا، ”دیکھا تم اس کے ہاں ملازمت نہیں کر سکتے
 تمہاری آبگینی اب بھی نہیں لینے کو تیار ہے۔ تم نے کام کر لیا تو میں تمہاری
 مدد کر آؤں گا اور دوسرے بڑی کوشش کروں گی۔“

”مجھے تمہاری صفائی کی ضرورت نہیں ہے رہو ڈاکر، تم نے مجھے طلاق نہیں
 دی، تب بھی میں تمہارے ساتھ زندگی نہیں گزار سکتی گا۔“

”اگر تم یہ چاہتے ہو کہ میں تمہارے عشق کی داستان اس بد مصافحہ عورت
 کے شہر پر کر دو تو میں وہی کرنا چاہتا ہوں کہ جو میں چاہتی ہوں۔ میرے لئے
 سے پہلے پہلے تم اسے چھوڑ دو ورنہ اس کے شوہر کے جوتے لگا کر ہسپتال
 جانے کے لئے تیار رہو۔“

اس نے اپنا سوٹ کھین اٹھایا اور لمبے لمبے قدم اٹھاتی ہوئی اپنا کمر
 سے باہر نکل گئی۔

پ پ پ

میں یہ بات خوب اچھی طرح سمجھتا تھا کہ وائٹیل کو قتل کر دینے کے بعد
 میری مدد پر پیشانیوں کا خاتمہ ہو جائے گا۔ رہو ڈاکر، ابھی مجھے دھمکانا نہیں
 دے سکتے گی، اگر اس نے مجھے طلاق نہیں دی تو میں ویلی کے بد مصافحہ میں ہاتھ
 ڈال کر کہیں بہت دور نکل جاؤں گا۔ ہماری روایت اور تجربے کے باعث ہر
 دونوں کو کسی دوسری ٹولنگ کمپنی میں ملازمت مل جائے گی اور بعد میں ڈھیر
 مدد رقم اکٹھی کر کے ہم اپنی ذاتی انجمنی قائم کریں گے۔

پروگرام کے مطابق میں نے وہ رات وائٹیل کے ہاں کو خبر دو میرے
 گواہی دہی تو میں نے ویلی کے پاس جانے کا پروگرام بھی بنالیا لیکن بد مصافحہ
 نہیں کیا کہ پیل وائٹیل کو قتل کر کے اپنے راستے کا سب سے بڑا پتھر ہٹا دوں، پھر
 کسی خوف و خطر کے بغیر اس سے ملوں گا۔

صبح سویرے وائٹیل گھر پہنچ گیا۔ اپنے ساتھ وہ تیز ہواؤں کے جھکڑا
 لیا تھا۔ ریڈیو پر رپورٹیں ہاتھ کا طوفان شہر سے بہت قریب پہنچ گیا ہے۔ وائٹیل
 گھر آئے ہی ویلی کے پاس چلا گیا اور سیکڑی پر لیدر اس لئے مجھے بھی میں طلبہ
 کر لیا،

”گھر کے سلسلے ملازمین طوفان کے ڈر سے محفوظ مقامات پر جا رہے
 ہیں :“ وائٹیل نے مجھ سے کہا، ”مسٹر وائٹیل کی طبیعت پہلے سے بہتر معلوم ہو رہا
 ہے اس نے سوز و غم ہاں کو ایک پکڑ سمان سولہ ڈک لگاؤں میں میری رقم بھرا
 میں یہاں کا سامان انتظام نہیں اور ڈاکر کرنا ہوگا۔ وہ باہر کا خیال رکھے گا اور اندر کا
 مسٹر وائٹیل تم سے ملنے لگے گا۔ اس لئے میں تم سے درخواست کرتا ہوں کہ تم
 خوش رہنے کی کوشش کرنا۔“

میں نے کچھ دیر سوچا تو فیصلہ کر لیا کہ وہاں سے
 جاؤں گا۔

بے خبر وہ بالکل بے خبر دیکھ رہی تھی۔

باہر گر خیر نہیں نے ڈاکٹر کرسیائی۔

"مجھے علم ہے کہ اس نے کہا" ٹھیکے نے خود ہی سارے ملازمین کو قہقہے دے رہی ہے۔ ہم دونوں گھر کا بیٹا رکھیں گے اور گیسٹائی ہمارے لئے کھانا پکیا کرے گا۔"

پھر میں نے ایئر پورٹ فون کیا تاکہ وائیٹل کی پرواز کا انتظام کیا جاسکے۔ وہاں سے جواب آیا کہ کوئی خرابی کی وجہ سے ہماری پروازیں غیر معمولی مدت کے لئے روک دی گئی ہیں۔

میں نے یہی بات وائیٹل کو فون پر بتائی۔ اس وقت وہ اپنے کمرے میں تھا۔

"اگر کوئی پرواز نہیں جاری ہے تو یہ بات بھی میرے حق میں ہے۔ مجھے کوئی شخص ڈسٹرب نہ کرے۔ میں اپنے وہ ضروری پلان اساطیر میں لے آؤں گا جن کے بارے میں مفتوں سے سوچ رہا ہوں۔" اس نے کہا "اب تم مسٹر وائیٹل کے پاس چلے جاؤ اس سے بہت زیادہ ہمہ دہی کا اظہار مت کرنا ورنہ وہ سمجھے گا کہ واقعی جا رہے۔ عام خوردنوں میں اس کو نا اس کی حالت ہے کہ لوگوں کی توجہ کا مرکز بننے کے لئے وہ کسی تکلیف کو خوب بڑھا کر پیش کر رہا ہے۔ البتہ یہی بل رکھنا کہ وہ خوش رہے۔"

طوفانی ہوائیں چیلنے لگی تھیں۔ گھر کے دروازوں اور کمرہ میں لوگوں کا چکا تھا۔ پھر بھی ہر اس کے جھوٹوں کے باعث کان پڑی آواز سنائی نہیں دیتی تھی۔ ویلیری مجھے اپنے کمرے میں داخل ہوتے ہوئے دیکھ کر اٹھ کھڑی ہوئی اس کی آنکھوں میں آنسوؤں کے ڈبرے مرلے قطرے پڑ رہے تھے۔

"اب یہ طبیعت ہے ڈارلنگ؟"

اس نے اٹار سے مجھے اپنے پاس بلایا اور میرے کندھے پر اپنا سر رکھ دیا؛ "میں تمہیں ایک راز کی بات بتانا چاہتی ہوں۔ کینیڈین شیطان پیراڈائز ٹی وی پر کرسٹل طور پر لیا جا رہا ہے۔"

"لیا جا رہا ہے، مگر کیوں؟"

"اس نے مجھے دہ نہیں بتائی۔ صرف یہ کہا ہے کہ طوفان ختم ہونے ہی وہ مجھے اپنے ساتھ لے کر ہینڈ بیسٹ کے لئے لیا جلا جائے گا۔ آؤ ڈارلنگ! تم ایک بار پھر مجھ سے بچ کر جاؤ گے۔"

"یہ ناممکن ہے ڈیئر میں اسے ایسا کر نہیں کرنے دوں گا۔"

"اس کے علاوہ اگر وہاں کوئی خرابی نہیں ہو سکتا دنیا کے کسی شعبہ میں خرابی فاقہ نہیں جو اسے جانے سے روک سکے۔"

"مجھ میں اتنی طاقت ہے۔ میں نے سوچا کرتے ہوئے کہا "میں وائیٹل کو قتل کرنے کے لئے پستول لے آیا ہوں۔"

پستول کا نام سنتے ہی اس نے میرے کندھے سے اپنا سر ہٹا لیا اور میرے سامنے دونوں ہاتھ پھیل کر بیٹھ گئی۔ "اگر تمہارے پاس پستول ہے تو ڈارلنگ! مجھے ختم کر دو۔ میں اپنی زندگی سے انجان ہوں۔ اب ایک لمحے کے لئے بھی زندہ نہیں

رہنا چاہتی۔"

"تم زندہ رہو گی ویلیری؛ وائیٹل کی موت اس کا مقدر بن چکی ہے۔"

"دیکھو ڈارلنگ! اس نے خوشامد کی اس طوفان اور گھبراہٹ میں کسی لوگوں کا خیال نہیں کر رہی کہ تم نے مجھے قتل کر دیا ہے۔ اگر تمہیں مجھ سے محبت ہے تو مجھے زندگی کے جنم سے نجات دلا دو۔ قتل کرنے کے لئے اس سے اچھا موقع نہیں ملے گا۔" پھر ایک بار اس پر جو زندگی کی کیفیت طاری ہو گئی۔ "مجھے قتل نہیں کر سکتے تو فرائض ادا کرنا ہوں۔ تم بھی میرے دشمن ہو۔ دنیا میں میرا ایک ہمہ دہی نہیں ہے جو مجھے موت کے گھاٹ اتار دے۔ مابو میں کہتی ہوں اور ہر مابو میری نظروں سے۔"

میں گھر کا بار بیکل آ رہا۔

"آؤ میں ڈاکٹر پر نظر نہ ڈالتا تھا، تمہیں اس بات کا پتہ ہے کہ طوفان کتنے ہی ٹھکانا لیا جا رہا ہے؟" اس نے پوچھا۔

"نہیں! میں نے جان بوجھ کر جھوٹ بولا۔ تمہیں کیسے معلوم ہو چکا؟" میں نے اس کی اور گیسٹائی کی گفتگو سن لی تھی۔ وہ گیسٹائی کو بتا رہا تھا کہ اس کا وائیٹل کے چپکے سے اور وہ اس قابل نہیں رہا کہ کسی کو زندہ رکھ سکے۔ چنانچہ اب وہ جا رہا تھا کہ خود کو قتل کر کے اپنی زندگی کا خاتمہ کر لے۔ گیسٹائی نے مشورہ دیا کہ خودکشی کرنے کے بجائے وہ لیا چلا جائے اور اسے دوسرے سے زندگی کا آغاز کرے۔"

"وائیٹل نے گیسٹائی کی بات مان لی؟"

"میرے خیال میں اس نے گیسٹائی کی بات ضرور مان لی ہوگی۔"

"یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ اس نے بات مانی نہ ہو۔"

"ہاں! امکان تو اس کا بھی ہے۔ ڈاکٹر نے کہا "اگر میں اس کی جگہ ہوتا تو چپکے سے لیا جلا دیتا۔ خودکشی ہو کر نہ کرتا۔"

ڈاکٹر چلا گیا لیکن میری آنکھیں کھول گیا۔ اگر اس وقت وائیٹل کو قتل کر دیا جاتا تو یہ سب وہ حالات ہی یہی سمجھا جاتا کہ اس نے دیوالیہ ہو جانے کے غم میں خودکشی کی ہوگی۔ گیسٹائی بیان دے گا کہ خود وائیٹل نے خودکشی کرنے کے ارادے کا اظہار کیا تھا۔ ڈاکٹر کہے گا کہ اس نے اپنے کانوں سے خودکشی کی بات سنی تھی۔

مجھے ویلیری کی بات بھی یاد آئی۔ اس نے سنا تھا کہ اس طوفان میں کسی کو سہارا ملنے کی ضرورت نہ ہوگی۔ اگر یہ اس نے یہ بات اپنے آپ کو قتل کرنے کے لئے کہی تھی لیکن وائیٹل پر مصداق آتی تھی۔

میدان میں ہی تھی، اگر رات کسی وقت وائیٹل پر گولیوں پلائی جائیں تو طوفان کی وجہ سے کسی کے کانوں تک گولیاں چیلنے کی کواہش نہیں جائیں گی۔ صبح کو اس کی لاش ملے گی اور پولیس کو وائیٹل کے دیوالیہ ہونے کی خبر معلوم ہوگی تو اس کے قتل کو خودکشی سمجھ لیا جائے گا۔ گواہی کے لئے گیسٹائی اور ڈاکٹر کافی ہوں گے۔

میں ایک عزم کے ساتھ ٹھیک ٹھاکہ دیکھ رہی تھی۔

نکلنے کے لئے اپنا برف کسیر کھولا۔

مگر برف کس غلٹ پڑا تھا۔ اس میں رکھا ہوا پستول غائب ہو چکا تھا۔

==

طوفان اتنا شدید ہو چکا تھا کہ پورے شہر کی بجلی اور فون کا نظام بدم ہو چکا تھا۔ اپنے تاریک گھر میں بالکل گم سم سا بیٹھا ہوا سوچ رہا تھا کہ پستول کہاں چلا گیا۔ صرف دلیبری ہی کی شخصیت کیسی تھی، جسے میں نے پستول کے بارے میں بتایا تھا جبکہ اس کی اپنی خواہش یہ تھی کہ اسے ختم کر دیا جائے لیکن یہ وہی میرا پستول اس وقت اڑا کر لے گئی ہو، جب میں ڈائریسٹ فٹنگ کر رہا تھا۔ جو بھی مجھے یہ خیال آیا کہ دلیبری نے خود ہی کرنے کے لئے پستول چرایا

ہو گا میں بہت تیزی سے اس کے کمرے کی طرف بھاگا بھاگوں کے شور سے کان پڑی آواز سننا بھی مشکل تھا۔ ایسا معلوم ہوا تھا کہ چونچر بھی بادش اور ہوا کے راستے میں آئے گی، جس دفعتاً کک کی طرح ان کی طرف بھاگتا ہوں۔

"دلیبری مجھے دیکھتے ہی دھڑکھڑکے ہو گئے۔ میں آزاد ہو چکا ہوں۔" میں نے اس کے سوال پر دھیان دینے کے لئے کہا "میرا پستول واپس کر دو۔"

"تمہارا پستول؟" وہ بولی "کیا کمرہ ہے ہو؟"

"مجھے یہ قوت مت بناؤ۔ اپنی زندگی ختم کرنے کے لئے تم میرا

پستول چرائی ہو؟"

اس نے ایک گہری اور طویل سانس لی۔ میں نے تمہارا پستول نہیں لیا۔ میں تو یہ سمجھ رہی تھی کہ اب تک تم نے اس کیلئے کا قصہ بنا کر کے لیکن۔۔۔ لیکن وہ نہیں کر سکتا۔ بدحوالوں کو قتل کرنا آسان نہیں ہے۔ مجھے اگلا چھوڑ دو۔"

"میں نے تمہیں آزاد ہی دلانے کا وعدہ کیا ہے دلیبری! اور ایک بار

پھر یقین دلانا پستول کو کل تک تمہارا آزاد ہوجاؤ گی؟"

"خالی خوشی و فضل وعدے سے تم کو؟ وہ اس طرح چلا کر بولی جیسے

میں نے کوئی بہت بڑا جرم کیا ہو۔" مجھے میرے حال پر جھجھک رہا تھا اس سے

فورا چلے جاؤ۔"

مجھے خود بھی ایسے جرم کا احساس تھا۔ اگر پستول چوری نہ ہو گیا ہوتا

تو میں واقعی دانیئل کو اب تک قتل کر کے فارغ بھی ہو چکا ہوتا۔

میں دوبارہ اپنے تاریک آفس میں واپس آ گیا اور دم تپتی جلا کر پستول

ڈھونڈنے لگا۔ مجھے خوب اچھی طرح یاد تھا کہ پستول برف کس میں ہی تھا میں

نے اپنے ہاتھوں سے اسے رکھا تھا اور اس کی اتنی حفاظت کی تھی کہ ہڈیا

کے پاس جاتے وقت بھی برف کس کو اسے ساتھ لے گیا تھا۔

کہ وہیں ایک گھنٹہ تک میں پورے کمرے کو کھنڈنا دار پستول کو

یقیناً چرائی گیا تھا اور یہ حرکت کیسا ہی کے علاوہ کسی اور کی نہیں ہو سکتی تھی۔

اچانک میرے دروازے پر دستک ہوئی "ادھر آؤ کھائے! مسٹر دانیئل

جنونی انداز میں چلاتی ہوئی باہر طوفان میں نکل گئی ہے۔"

میں گھبرا ہوا باہر کی سمت لپکا۔

"جلدی آؤ، جلدی! اس نے میرا ہاتھ پکڑ کر ایک جانب دوڑنا

شروع کر دیا۔ اس سے قبل کہ میں کچھ سمجھ سکتا تھا ایک راہداری میں رنگ کر اُس نے پوری قوت سے میرے سر کی پشت پر کوئی چیز مار دی۔ مجھے اپنی جان ہی نکلتی ہوئی محسوس ہوئی اور میں چپکار کھینچ کر گیا۔

میں نے حضور درگاہ گیا تھا پھر بھی مجھے اتنا ہوش تھا کہ میں ہر بات

محسوس کر رہا تھا۔ ڈائریسٹ نے مجھے کندھے پر لاد دیا۔ کندھے پر لادنے وقت

اس نے گندی سی گالی بھی بکی۔ میں نے گوسٹش کی کرپینے دو ٹول ہاتھوں

سے ڈانر کا گلا دوادول۔ مگر میرے جسم کی ساری جان نکل چکی تھی۔

اوپر پہنچ کر اس نے اچانک ایک دروازہ کھولا۔ بجلی کی چمک میں

میری نظر ایک اور سائے پر پڑی۔

میں نے ایک ہی نظر میں اسے پہچان لیا۔ وہ دلیبری تھی اور ڈانر کی

مدد کر رہی تھی۔ میرا دل چاہا کہ یہ منظر دیکھنے سے پہلے ہی مجھے موت آگئی ہو۔

ڈائریسٹ کھلے ہوئے دروازے سے کھلے ہوئی چھت پر ڈھکیل

دیا۔ پھر اندر سے دلیبری اور ڈائریسٹ دروازہ بند کر لیا۔

میں طوفان میں دوڑ کر لڑکھائی چڑھایا گیا۔ اگر کوئی وقت پر ایک شخص

نے میری کریش ہاتھ ڈال کر مجھے اپنی طرف نہ پھینچ لیا ہوتا تو میں اسی طرح لڑکھائی

چڑھتا۔ میں منرا چھت سے نیچے پھرتا ہوا جا کر آتا۔

میں ابھی تک زندہ رہنے کے لئے بھرپور جدوجہد کر رہا تھا، لیکن

جیسے ہی مجھے سہارا ملا، میں نے انھیں بند کر لیں اور بڑے ایلین سے یہ کوشش

ہو گئی۔

چند لمبے بعد مجھے ہر شس آیا تو میں نے دیکھا کہ دانیئل نے ایک ہاتھ

میری کمر کو پکڑ رکھا ہے اور دوسرے ہاتھ سے چھت کے کچھ کچھ۔ بجلی کی روشنی پر

اس نے دیکھا کہ میرے ہر شس اس حال میں ہے کہ میں بھلا کر بولا۔ "بہت سے کام

کھے! میں زیادہ دیر تک تمہیں نہیں سنبھال سکوں گا۔"

چھت پر ہوا کے جھکڑوں سے لڑتا ہوا میں اٹھ بیٹھا۔ اسی وقت

چھت کے انگری سرے پر ایک کھڑکی کھلی اور بجلی کے کوندے میں گیسائی کھڑا

نظر آیا۔

"گیساٹی! دانیئل نے جھاکر کہا!۔" میں بھاڑا ہوا گم رہا تھا۔

کھڑکی توڑ دی گئی۔ میں جھگڑے کے سہارے سے کھڑا ہو چکا تھا

میرا دل جھار بارش اور ہوا کے تیز جھکڑے کے باعث یہ معلوم ہو رہا تھا کہ

ہاتھوں کی گرفت جواب دے جانے کی یا کسی بھی لمبے چھپر ٹوٹ جانے کا اور دم

پر پھٹنے سے بڑے سمیوں کو نیچے کھینچنے پھرتا ہوا جرم ہوا جرم گئے گیساٹی کا

دیکھ کر زندگی کی ہوائیں نہ تھکتی کھڑکی بند ہوتے ہی وہ بھی دم توڑ چکی تھی۔

کھڑکی ایک بار پھر کھلی گیساٹی نے سچ کر کچھ کہا لیکن طوفان کے باعث

کی آواز ہمارے کانوں تک نہیں پہنچی۔ پھر اس نے کھڑکی سے ایک بازو نکالا

اس کے ہاتھ میں رہتی تھی۔ اس نے پوری قوت سے دلیبری کی ہمارے طرف

مگر اس کی کوشش نامکمل گئی۔ طوفانی ہوا اس نے دلیبری کو ہمارے پاس آئے۔

رنگ دیا تھا۔

ڈائریسٹ

ایک ایسی جگہ سے دائیں اور بائیں جانب کی دو کھڑکیاں اور کھلی گئیں۔ ایک کھڑکی میں ویلیری کی کھڑکی بھی اور دوسری کھڑکی میں ڈاکٹر۔ دونوں کھڑکیاں اتنی قریب تھیں کہ میں چھپ چھوڑ کر ویلیری کی کھڑکی کی طرف بھاگا۔
”کچھ!“ وہ دایرہ ڈال پھینکا، موت کے درمیان دست بٹا کر کہے۔“

گھر اس وقت تک میں جھرمکوں سے لڑتا جھگڑتا تھا ویلیری کی کھڑکی کے نیچے پہنچ چکا تھا۔ اچانک ویلیری نے کھڑکی سے ایک باتیں بڑھ لگا کر اسی سے سینے پر زور سے اس پر کر کے مجھے پیچھے دھکیل دیا۔ میں اپنا آواز بڑھ کر راز رکھ کر اور جھٹ پر لڑا سکتا رہا۔

”مجھے تم سے یہ امید نہیں تھی، ویلیری؟ میں نے دل ہی دل میں کہا۔ چکنی جھٹ کی ہمارے سر پر میں اور دوسرا ہاتھ پاؤں مار رہا تھا کہ اس نے کوئی ایسی چیز میرے ہاتھ اٹھائے جو مجھ کو جھٹ سے بچنے کرنے سے پہلے۔ پھر میں اس وقت جب کہ زندگی کے سارے امکانات ختم ہو چکے تھے اور میں جھٹ کے آخری سر سے تک پہنچ گیا تھا، گسٹائی کی پھینکی ہوئی سی میرے ہاتھ میں لگ گئی۔ میں نے تلا بازی کا کھار اُسے اپنی کمرے کے گروپٹیل لید۔

گاتھ باندھ کر میں کھڑا ہو گیا۔ ”خوشیوں وہ گسٹائی میں نے پکار کر کہا“ ”میں مٹر دایرہ کے پاس جا رہا ہوں۔“

دائیں اور بائیں جانب کی دونوں کھڑکیوں سے ڈاکٹر اور ویلیری ہانسیوں سے دایرہ کے سینے اور ہاتھوں پر چڑھیں مار رہے تھے۔ دایرہ بھیجتے کو ایک ہاتھ سے کپڑے سے پوٹے تھا۔ ایک ہاتھ پر چوٹ لڑتی تو وہ فراہمی دوسرے ہاتھ سے جھٹ کو پوٹا دین۔

جب میں اس کے پاس پہنچا تو وہ فقرہ بلبے دم ہر چکا تھا۔ میں نے پک کر اس کی کمرے کے بازوؤں کے شعلے میں لیا۔ ایلیری اور ڈاکٹر نے فریادیں اہی ہانسی چھوڑ کر اپنی اپنی کھڑکیاں بند کر لیں۔

ہم دونوں ایک دوسرے کو اپنی گرفت میں لئے ہوئے رشتی کی مدد سے ایک ایک اپنے اپنے فرش پر پھینٹے ہوئے گسٹائی کی کھڑکی کی طرف بڑھنے لگے۔ جینزنگ کا فاصلہ ہم نے کھٹوں کے سب سے ملے گا۔

پھر سب کھڑکی کے راستے اندھا کر ہو کر فرش پر پڑے ہوئے ہانپ رہے تھے، ایک لائی نے میری کمرے کی رشتی کھوٹے ہوئے کہا ”ڈاکٹر نے مجھے دھوکہ دے کر گھر کے باہر بھیج دیا تھا۔ اس نے کہا کہ مٹر دایرہ ڈاکٹر باغ میں ہیں اور ایک درخت کے نیچے دب گئے ہیں۔ میرے باہر نکلتے ہی اس نے گھر کے سارے

دروازے بند کر دیے ہیں۔ ٹری شکل سے پھیل رہا ہے اور بڑبڑک جانے میں کانپ رہا۔ مجھے یہ چہ نہیں تھا کہ اس نے تم لوگوں کو ہلاک کرنے کا پروگرام بنایا ہے۔ لیکن جب مٹر دایرہ مجھے گھر میں نظر نہیں آئے اور میں نے ڈاکٹر اور مٹر دایرہ کو نہیں دیکھا، اب مجھے شبہ ہوا۔ میں نے کھڑکی سے جھانک کر دیکھا تو دونوں علی جھٹ پر مجھے کو کپڑے پوٹے نظر آئے میں سمجھ رہا تھا کہ کسی وقت بھی ہمارے تعبیروں سے مجھے چھوٹ جائے گا اور تم لوگ زندہ بچتے ہوئے نیچے جا کر گرے۔“

دایرہ نے گہری سدا بھری۔ ”اس نے مجھ سے کہا کہ ویلیری پر باگل بن کا دروہ بڑا ہے۔“ پھر میری طرف منہ کر کے لولا ”تم نے اس نے کیا کہا تھا؟“

میں کیا کہتا؟ کیا اسے بتا دیتا کہ مجھے بھی ویلیری کے نام پر دھوکا دیا گیا تھا؟

میرے جواب کا انتظار کرتے بغیر اس نے دوسرا سوال کیا ”تم نے مجھے بچانے کی کوشش کیوں کی تھی؟“

میرے پاس اس کے اس سوال کا بھی کوئی جواب نہیں تھا۔ تاریکی میں گسٹائی کی طرف دیکھنے لگا جس کی آنکھیں سائب کی آنکھوں کی طرح چمک رہی تھیں۔ البتہ یہ بات بری سمجھ میں خوب ابھی طرح ایک ہی کمرے کا بھانڈا بنگار ویلیری اور ڈاکٹر نے میرے دل میں دایرہ کے غلات فقرے کے سچ دیئے تھے اور وہ دونوں چاہتے تھے کہ دایرہ میرے ہاتھوں سے قتل ہو اس طرح میں بھی ان کے ساتھ سے ہٹ جاتا اور وہ لوگ دایرہ کی دولت پر قبضہ کر کے عیش کی زندگی گزارتے۔

ویلیری اور ڈاکٹر طوفانی بات میں کہیں نکل گئے تھے۔ دروازہ بند جب طوفان ختم ہوا تو گھر نے سے پہلے میں نے دایرہ سے کہا ”ریڈیو کی اطلاع کے مطابق طوفان کا نشانہ ہونے والوں کی لاشیں بائیسویں اسکول کے، مٹھے میں جمع کر دی گئی ہیں۔“

وہ میرا نشانہ کھڑکی ”لا داروں کی لاشیں حکومت کی جانب سے دفن کر دی جائیں گی۔“ اس نے بھی اشارے ہی میں جواب دیا۔ ”اگھے تھے میرا لیا جانے کا پروگرام ہے۔“ وہاں کی حکومت نے مجھے مات کر ڈی تشہیری کا کارڈر دیا ہے اور میں باقی ساری جائیداد بیچ کر اور بیکیوں سے ساری رقم نکال کر ایشیائی خریدنے کا انتخاب کر رہا ہوں۔ اسسٹنٹ کی حیثیت سے مجھے میرے ساتھ لیا جولوگ چاہو تو اپنی بری کو بھی ساتھ لئے چلا۔ تعزیری ہی تفریح ہو جائے گی۔“

گھر پر ہوا میری غلط تھی۔ اس نے ہنسی ہوئی آنکھوں سے مجھے خوش کیا دیکھا، ”میں باجی تھی، تم مجھے ہرگز نہیں چھوڑ سکتے۔“ پھر اس نے ڈریسنگ ٹیبل کی دروازوں کو اغشارت میں آٹھ کا خوبصورت سا پتیل نکال کر میری طرف بڑھا دیا۔ ”یہ پتیل میں نے تمہارے برون کیس سے نکال لیا تھا۔ مجھے ڈر تھا کہ کہیں تم اس پر دعائیں عورت کے قریب میں آکر اس کے شہر کو قتل کر دو۔ میرے خیال میں اس عورت کی موت کے بعد مجھے پتیل چھپانے کی کوئی ضرورت نہیں۔“

”تمہیں کیسے معلوم کر وہ۔۔۔ وہ دعائیں ہوئی ہے؟“ میں ویلیری کو دعائیں کہنا نہیں چاہتا تھا مگر ذہن کیوں میرے منہ سے وہ لفظ ادا ہو گیا، جس کی ویلیری سخت تھی۔

میرا منہ سڑکوتے ہوئے تاناہ اخبار کا وہ صفحہ میری آنکھوں کے سامنے لہرا رہا جس میں طوفان کی نذر ہونے والے لاوارث افراد کی تصویریں بھیجی ہوئی تھیں اور ان میں سب سے خوبصورت، سب سے نمایاں تصویر ایسی دعائیں عورت کی تھی، جو چند روز قبل تک میرے دل و دماغ پر چھائی ہوئی تھی۔